حدیث اقتداء

کي

حقیقت

مؤلف : آية الله سيد على حسيني ميلاني

نام کتاب: حدیث اقتدا کی حقیقت

مؤلف : آیت اللہ سید علی حسینی میلانی

ناشر : مرکز حقائق اسلامی

تاریخ نشر اشاعت: ۱٤۳۲ھ ق بمطابق ۲۰۱۱ء

تعداد ۱۰۰۰

مطبع وفا شاباک ISBN۹۷۸-٦۰۰-۵۳٤۸-۲۱-۷

....

مرکز حقائق اسلامي

قم/صفائيه/کوچه ٣٤/کوچه ايراني زاده پلاک ٣٣

فون نمبر: ٧٧٣٩٩٦٨-٢٥١-٠٠٩٨

فيکس نمبر: ٧٧٤٠٨٩٥-٢٥١-٠٠٩٨

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پہلا حصہ

اسناد حدیث کي تحقیق

دوسرا حصہ

حديث اقتداء كي سند كے بارے ميں

فہرست

تيسرا حصہ

حديث اقتداء کے متن اور دلالت پر ايک اجمالي نگاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

"الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ محمدوآلہ الطاهرین المعصومین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائهم اجمعین من الاولین والآخرین"

خداکاآخري اور سب سے کامل دین حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفي کي بعثت کے ذریعہ دنیا والوں کے سامنے پیش ہوا اور رسالت وقانون کو پہنچانے والے انبیاء کي نبوت کااختتام بھي آپ ہي کي نبوت پر ہوا.

دین اسلام کا ظهور مکہ مکرمہ سے ہوا اور جناب رسول خدا اور ان کے وفا دار ساتھیوں کي تیئیس سالہ زحمتوں اور محنتوں کے بعد پورے جزیرۃ العرب پر چھاگیا.

اس دین الٰہي کي حفاظت کي باگ ڈور ۱۸ ذي الحجہ غدیر خم کے مقام پر علیٰ الاعلان خدا وند عالم کي

طرف سے پيغمبر اکرم ﷺ کے بعد حضرت امير المومنين علی ؑ کے سپرد ہوئي.

اس دن حضرت علی ؑ کي ولايت وجانشيني کے اعلان کے ساتھ ساتھ خدا کي نعمتيں تمام ہوئيں اور دين خدا کامل ہوا، اس کے بعد خدا کے نزديك پسنديده دين ، دين اسلام بنا اور جب ايسا ہوا تو کفار ومشرکين دين اسلام کو نابود کرنے سے مايوس ہو گئے.

ابھي زياده عرصہ نہيں گزرا تھا کہ پيغمبر اکرم ﷺ کے بعض صحابہ نے پہلے سے بنائي ہوئي سازشوں کے تحت رسول خدا ﷺ کي رحلت کے بعد راه ہدايت ورہبري کو بدل ڈالا ، شہر علم کے دروازه کو بند کر ديا اور مسلمانوں کو ضلالت وگمراہي کے گرداب ميں ڈال ديا.

اُنہوں نے اپني حکومت کے ابتدائي دنوں ہي سے احاديث نبوي ﷺ کي کتابت پر پابندي لگا کر، جعلي ؑ

حديثوں كے گھڑنے كاسلسلہ شروع كر كے ، دين ميں شبہات اوردھوكہ دھڑي سے بازار گرم كر ديا ، شيطاني ہتھكنڈوں اور فريب كاريوں كو رواج ديتے ہوئے اسلام كے روز روشن كي طرح واضح حقائق كو شك و ترديد كے سياہ بادلوں كے پيچھے چھپا ديا.

واضح سي بات ہے كہ ان سازشوں اور ہرزہ سرائيوں كے باوجود بھي حقائق اسلام اور حضور اكرم كي گہربار احاديث، امير المومنين عليؑ اوران كے بعد آنے والے پيغمبر كے اوصياء اور ان كے وفا دار جاں نثاروں كے ذريعہ تاريخ كے مختلف ادوار ميں بيان ہوتے رہے اور ہر زمانہ ميں كسي نہ كسي طرح لوگوں كے سامنے پيش ہوتے رہے انہوں نے حقائق كو بيان كرتے ہوئے گمراہ لوگوں ، شياطين كے خيالي پروپيگنڈوں اور شبہات كے بارے ميں

اسلام کے دشمنوں کو پختہ جواب دے کر حقیقت کو لوگوں کے لئے واضح کر دکھایا.

اس طرح سے ان باوفا لوگوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں :

جیسے شیخ مفید، سید مرتضي علم الہدي، خواجہ نصیرالدین، شیخ طوسي، علامہ حلي، قاضي نور اللہ شوشتري ، میر حامد حسین ہندي لکھنوي، علامہ سید شرف الدین، علامہ شیخ امیني (رحمة اللہ علیہم) یہ شخصیات نوراني ستاروں کي طرح چمکتي رہیں کیونکہ یہي شخصیات حقائق اسلامي کے دفاع کي راہوں میں مذہب و مکتب اہل بیت کے حقائق کو واضح کرنے کے لئے اپنے زبان وقلم سے شبہات کي تحقیق کر کے جواب دیتي رہي ہیں...

دور حاضر کے علماء و محققین جو اپنے تحریري بیانات اور بلیغ گفتگو سے دین مبین اسلام کے حقائق کي تبیین اور

امير المومنين علی ؑ كي ولايت وامامت كي مقدس حدود كا عالمانہ طريقہ سے دفاع كرنے ميں ہمہ وقت مصروف ہيں ان ميں سے ايك عظيم شخصيت محقق گرانقدر مدافع حريم اہل بيت حضرت آية الله سيد علی ؑ حسيني ميلاني (مد ظلہ العالي) كي ہے

مركز حقائق اسلامي كو يہ افتخار حاصل ہے كہ اس نے اس عظيم محقق كے قيمتي آثار و كتب كو زندہ ركھنے كو اپنے لائحہ عمل كا حصہ قرار ديا ہے اور تحقيق كے ساتھ معظم لہ كے آثار و ترجمہ كو محققين اور حقائق اسلامي كے تشنگان اور متوالوں كي خدمت ميں پيش كرنے كا ذمہ اپنے دوش پر اُٹھايا ہے.

يہ كتاب جو آپ كي خدمت ميں ہے محقق محترم حضرت آية الله سيد علی ؑ حسيني ميلاني (مد ظلہ العالي) كي

پيش لفظ

فارسي كتاب كا اردو زبان ميں ترجمہ ہے تاكہ حقائق اسلام سے لوگوں كو روشناس كرايا جاسكے.

اميد ہے كہ يہ سعي وكوشش حضرت بقية الله الاعظم امام زمانہ عجل الله تعالے فرجہ الشريف كي بارگاه ميں پسنديده اور آپ (عجل الله تعالي فرجہ الشريف) كي خوشنودي كا باعث ہوگي.

مركز حقائق اسلامي

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ خیر خلقه و اشرف بریته محمد و آله الطیبین الطاهرین و لعنة الله علیٰ اعدائهم اجمعین من الا ولین و الآخرین.

مقدمہ

یہ بات کسي مسلمان پر مخفي نہیں ہے کہ سنت نبوي اسلامي احکام کے مآخذ میں سے دوسرا مآخذ ہے اگرچہ مسلمانوں کے درمیان سنت تک رسائي حاصل کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے .اسي بنا پر قرآن مجید کے بعد احکام الھي ، دیني عقائد کے اصول، اخلاق اور بے مثال اسلامي معارف کا استنباط سنت نبوي کے ذریعہ کیا جاتا ہے.سنت نبوي ان مطالب کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتي ہے جو قرآن میں اجمالي طور پر بیان ہوئے ہیں اور قرآن کریم

میں موجود بعض ابہامات جیسے مطلق و مقید کي عقدہ کشائي بھي کرتي ہے.

چنانچہ ہماري یہ ذمہ داري ہے کہ سنت سے جو چیز ثابت ہے اور ہم تك پہنچي ہے اس کي اتباع اور اس پر عمل کریں چونکہ ہم زندگي کے انفرادي ، اجتماعي تمام مراحل میں اس کے محتاج ہیں.

لیکن بعض خود غرض اور مفاد پرست افراد نے سنت نبوي کے چہرے کو مخدوش کر دیا ہے......یہ ثابت شدہ تلخ حقیقت ہے جس کے تمام مسلمان معترف ہیں لہذا جب علماء اور ماہرین علم رجال کي دسترسي احادیث تك پہنچي تو انہوں نے پہلے اقدام کے طور پر ضعیف احادیث کو صحیح احادیث سے جدا کیا چنانچہ کتب صحاح (یعني وہ کتابیں جو صحیح احادیث کا مجموعہ ہیں) اور کتب موضوعات (جعلي اور من گھڑت احادیث کا مجموعہ) کو ضبط تحریر میں لایا گیا.

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن اغراض و مقاصد کي خاطر احادیث کو جعل کیا گیا تھا ان کا جلوہ ہمیں صحیح احادیث کو ضعیف احادیث

سے جدا کرنے کے معيار ميں بھي نظر آتا ہے......اسي وجہ سے وہ کتب جنہيں صحاح کے نام سے ياد کيا جاتا ہے ان مين بھي ضعيف اور من گھڑت احاديث موجود ہيں اور اس کے برعکس جعلي ٗاور من گھڑت احاديث پر مشتمل کتب (موضوعات) ميں صحيح احاديث بھي موجود ہيں. اسي ليے بعض محققين کتب صحاح ميں موجود اشکالات پر مشتمل کتابيں لکھنے پر کمر بستہ ہو گئے اور بعض دوسرے محققين نے (کتب موضوعات) ميں تحقيق کي خاطر کتابيں تاليف کر ڈالي ہيں..اور ہم نے بھي اپني بعض اعتقادي تحقيقات ميں اس موضوع کي طرف اشارہ کيا ہے.

اس کے علاوہ جس دوسرے موضوع کي تحقيق کريں گے وہ اہل سنت کي کتب صحاح ميں موجود رسول خدا کي يہ حديث ہے کہ آپ نے فرمايا:

" اقتدو باللذين من بعدى ابى بكر و عمر."؛

میرے بعد ابو بکر و عمر کي پیروي کرو. بعض دوسرے محققین نے کتب صحاح کي پیروي کرتے ہوئے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے........ اور علماء اہل سنت اپنے علمي مذاکرات میں اسي حدیث کو بطور سند پیش کرتے ہیں.

انہوں نے عقائد پر مشتمل کتب کي بحث امامت میں ابو بکر اور عمر کي امامت کو ثابت کرنے کیلئے اسي حدیث کو قوي ترین دلیل کے طور پر پیش کیا ہے.اور فقہ میں بھي جہاں صحابہ کے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے تو اسي حدیث کے بل بوتے پر شیخین کي رائے کو ترجیح دي ہے .اسي طرح اصول کي بحث اجماع میں....اسي حدیث سے استدلال کرتے ہیں ؛ چونکہ وہ شیخین کي بات کو حجت جانتے ہیں اور اگر کسي مسئلہ میں شیخین نے اتفاق نظر کر لیا ہے تو اس کي مخالفت کو جائز نہیں سمجھتے.

لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے ؟

ہم نے اسي سوال کا جواب تلاش کرنے کي خاطر اس حديث کي تحقيق اور اہلسنت کي کتابوں ميں اس حديث کي سند ميں جستجو کي ہے. اور اس حديث کي سند کے بارے ميں علماء اہل سنت کے اقوال اور نظريات کو بھي حاصل کيا ہے. اس کے بعد حديث کے متن اور معني ميں غور و فکر کيا ہے اور مختلف نظريات حاصل کئے ہيں جو قارئين کرام کي خدمت ميں پيش کريں گے.

قارئين محترم! يہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں ميں موجود ہے اس ميں اسي حديث کے بارے ميں تحقيق کي گئي ہے اور يہ تين حصوں پر مشتمل ہے جسے ہم محققين اور جادئہ حق کے متلاشي افراد کي خدمت ميں پيش کريں گے. خداوند سبحان سے دعا ہے کہ وہ ہميں صراط مستقيم کي طرف رہنمائي اور ثابت قدم رہنے کي توفيق عطا کرے اور ہمارے اعمال کو درجہ اخلاص عطا کرے.

علی حسینی میلانی

پہلا حصہ

اسناد حدیث کی

تحقیق

حديث اقتدا كي تحقيق

مشہور و معروف حديث جس ميں ابو بكر و عمر كے فضائل بيان كئے گئے ہيں حديث اقتدا ہے. اہل سنت نے اس حديث كو متعدد صحابہ سے نقل كيا ہے ؛ ليكن صحيح بخاري اور صحيح مسلم جيسي مستند كتابوں ميں يہ حديث ذكر نہيں ہوئي ہے.

اہل سنت كي دوسري صحاح ميں يہ حديث سوائے حذيفہ اور عبدالله بن مسعود كے كسي دوسرے راوي سے نقل نہيں ہوئي ہے اور اہل سنت كے اكثر علماء ان مناقب اور فضائل كو قبول نہيں كرتے جو بخاري اور مسلم ميں ذكر نہيں ہوئے ہيں اور اكثر اہل تسنن كے محققين كا يہ اعتقاد ہے كہ

جو چيز صحيح بخاري اور مسلم ميں نہيں پائي جاتي وہ صحيح نہيں ہے اس لحاظ سے يہ حديث يا تو مكمل طور پر قابل اعتبار نہيں ہے يا كم از كم وہ احاديث جو حذيفہ اور ابن مسعود كے علاوہ دوسرے راويوں سے نقل ہوئي ہيں ان كے مقابلہ ميں معتبر نہيں ہے.

ہم اس كتاب ميں صحاح سے نقل ہونے والي تمام روايات كي اسناد كي تحقيق كريں گے خصوصا وہ روايات جو حذيفہ اور ابن مسعود سے نقل ہوئي ہيں اور دوسرے روات سے نقل ہونے والي روايات كي ضروري حد تك تحقيق كريں گے.

حديث اقتدا درج ذيل روات سے نقل ہوئي ہے:

١.حذيفہ بن يمان؛

٢.عبدالله بن مسعود؛

٣.ابوالدرداء؛

٤.انس بن مالكؓ؛

٥.عبدالله بن عمر؛

٦.عبدالله بن ابي هذيل کي جده؛

کتاب کے اس حصہ ميں ہم اس حديث کي مختلف اسناد کو بيان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے روات کے حالات زندگي بھي بيان کريں گے.

روايت حذيفہ:

سند احمد بن حنبل

حديث اقتداکو احمد بن حنبل اس طرح روايت کرتے ہيں؛

سفيان ابن عينيہ ، زائدہ سے وہ عبد الملكؓ بن عمير سے ، وہ ربيع بن خراش سے اور انہوں نے حذيفہ سے يوں نقل کيا ہے کہ پيغمبر گرامي نے ارشاد فرماياکہ:

"ميرے بعد ابو بكر اور عمر كي پيروي كرو"[1]

وه اس سند سے كہتے ہيں:

وكيع، سفيان سے اور وه عبد الملك ابن عمير سے (جو ربعي بن خراش كا غلام تھا)[2] وه ربيعي بن خراش سے اور انہوں نے حذيفہ سے يوں نقل كيا ہے كہ ہم پيغمبر گرامي اسلام □[3] كي خدمت اقدس ميں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمايا:

---

[1] مسند احمد ٥٢٨٦ حديث ٢٢٧٣٤

[2] كلمہ مولي، اسناد روايات ميں آزاد شده غلام كے معني ميں استعمال ہوتا ہے يا پھر اس شخص كے توسط سے دائره اسلام ميں داخل ہوتا ہے جس كا نام اس كے بعد ذكر كيا جاتا ہے اور كبھي كبھي ايك دوسرے كے ساتھ عہد و پيمان باندھنے كے معني ميں بھي استعمال ہوتا ہے۔

[3] اگرچہ اہلسنت كے مآخذ ميں پيغمبر اكرم □ كے اسم گرامي كے بعد ناقص و ادھورا درود و سلام لكھا جاتا ہے ليكن ہم آنحضرت كے فرمان كي روشني ميں مكمل صلوت كو ذكر كريں گے۔

" مجھے معلوم نہیں کہ میں تمہارے درمیان کتنے دن باقي رہتا ہوں لہذا میرے بعد ان دو افراد کي اقتدا کرنا" اور اس کے بعد آپ نے ابو بکر و عمر کي طرف اشارہ کیا اور عمار کے عہد و پیمان سے تمسك کرنا اور جو کچھ ابن مسعود تمہارے لیے نقل کرے اس کي تصدیق کرنا.[۱]

سند ترمذي

ترمذي بھي اس حدیث کي روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حسن بن صباح بزاز نے سفیان بن عینیہ سے وہ زائدہ سے وہ عبدالملك بن عمیر سے وہ ربعي سے اور انہوں نے حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا : "میرے بعد ابو بکر و عمر کي پیروي کرو"

[۱] مسند احمد-٥٣٣٦

وہ اس حديث كو اس باب ميں ابن مسعود سے نقل كرتے ہوئے اس كے ذيل ميں يوں رقمطراز ہيں كہ ابو عيسي كہتے ہيں كہ يہ حديث، حديث حسن ہے.[1]

ترمذي مزيد كہتے ہيں كہ سفيان بن ثوري نے بھي اس حديث كو عبدالملك بن عمير سے (جو ربعي كا غلام تھا) انہوں نے ربعي سے وہ حذيفہ سے اور انہوں نے پيغمبر اكرم ﷺ سے نقل كيا ہے.

اسي طرح وہ كہتے ہيں كہ احمد بن منيع اور كچھ دوسرے افراد نے اسي قسم كي روايت سفيان بن عينيہ اور وہ عبد الملك بن عمير سے روايت نقل كي ہے. سفيان بن عينيہ نے اس حديث ميں تدليس كي ہے كبھي حديث كو زائدہ جس نے عبد الملك بن عمير سے نقل كيا ہے اور كبھي زائدہ سے

[1] حديث حسن، اہل تسنن كي اصطلاح ميں اس حديث كو كہتے ہيں كہ جس كے راوي درجہ وثاقت كے نزديك ہوں۔

نقل نہیں كرتا ہے اور دوسري طرف اس حديث كو ابراہیم بن سعيد اور وہ سفيان ثوري سے ، وہ عبد الملكؒ بن عمير سے اور (وہ ربعي كے غلام سے) انہوں نے ربعي سے اور وہ حذيفہ سے اور انہوں نے پيغمبر خدا سے نقل كيا ہے.[1]

ترمذي مزيد كہتے ہيں كہ محمود بن غليان نے وكيع سے اور وہ سفيان سے ، وہ عبد الملكؒ بن عمير سے ، وہ ربعي كے غلام سے اور وہ ربعي بن خراش سے اور انہوں نے حذيفہ سے ہمارے لئے نقل كيا اور كہا : ہم بيٹھے ہوئے تھے......[2]

اس حديث كو ابن ماجہ نے بھي اپني سند كے ساتھ يوں نقل كيا ہے؛

---

[1] سنن ترمذي ٥/٣٧٤-٣٧٥، كتاب مناقب ، باب مناقب ابي بكر و عمر

[2] سنن ترمذي ٥/٤٣٩ كتاب مناقب ، باب مناقب عمار بن ياسر ، حديث ٣٨٢٥

وہ عبدالملك بن عمير سے وہ (ربعي كے غلام سے) اور وہ ربعي بن خراش سے نقل كرتے ہيں، حذيفہ بن يمان كہتے ہيں كہ رسول خدا نے فرمايا:

"انى لا ادرى ما قدر بقائى فيكم...".[1]

يعني مجھے نہيں معلوم كتنا عرصہ تمہارے درميان زندہ رہوں.

اسناد حاكم

حاكم نے بھي اپني اسناد كے ساتھ كچھ اس طرح نقل كيا ہے.

عبد الملك بن عمير وہ ربعي بن خراش سے نقل كرتے ہيں كہ حذيفہ كہتے ہيں كہ ميں نے رسول خدا كو فرماتے

[1] سنن ابن ماجہ ١/١١٧-١١٨، باب فضائل اصحاب رسول الله، فضل ابي بكر، حديث ٩٧

ہوئے سنا ہے کہ ميرے بعد ابوبکر و عمر کي اقتدا کرنا اور عمار کے طريقہ کار کو اپنائے رکھنا اور ابن ام عبد کے دستور و احکام کي پيروي کرنا اسي طرح وہ ربعي سے نقل کرتے ہيں کہ حذيفہ کہتے ہيں کہ رسول نے فرمايا:

"ميرے بعد ابوبکر و عمر کي پيروي کرنا" اور عمار کے طور طريقے کو اپنائيں اور جب بھي ابن ام عبد کوئي حديث کہے تو اس کي تصديق کرنا اسي طرح وہ ربعي کے غلام ھلال، وہ ربعي بن خراش، انہوں نے حذيفہ سے نقل کيا ہے کہ پيغمبر گرامي اسلام نے فرمايا کہ " ميرے بعد ابو بکر و عمر کي پيروي کريں".

وہ اپني سند سے عبد الملک بن عمير اور وہ ربعي بن خراش سے نقل کرتے ہيں کہ حذيفہ بن يمان کہتے ہيں کہ رسول خدا نے فرمايا کہ " ميرے بعد ابو بکر و عمر کي اقتدا کريں اور عمار کي روش کو اپنائيں اور ابن ام عبد کے دستور

و احكام كي پيروي كرنا" حاكم اس حديث كو نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں:

يہ ان گرانقدر احاديث ميں سے ايك حديث ہے جس ميں شيخين كے فضائل بيان ہوئے ہيں.اس سند كي يحيي حمّاني نے ثوري اور مسعر كے حوالہ سے تقويت كي ہے اور اسي طرح وكيع و حفص بن عمر الابلي [1] نے مسعر كے حوالہ سے

[1] اس حديث كي سند پر نقد كرنے كے سلسلہ ميں ہم صرف عبد الملك بن عمير پر ہي اكتفا كريں گے كہ جسے حديث ميں مركزي حيثيت حاصل ہے۔يہ وہي حديث ہے جس كو حاكم نے صحيح ثابت كرنے كيلئے ايڑي چوٹي كا زور لگايا ہے اس لئے كہ شيخين كي مدحت بيان كرنے ميں حاكم ، مسلم اور بخاري سے بھي زيادہ اشتياق ركھتے ہيں جبكہ ابن عدي نے روايت ميں مذكور (حفص بن عمر ابلي)كا شمار اپني كتاب "الكامل في الضعفاء" ميں كيا ہے۔وہ حديث اقتدا كو نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ تمام محدثين يا تو اس حديث كے مضمون كے منكر ہيں يا پھر اس كي سند كے انكار كرنے والے ہيں؛ الكامل ۲۸۸/۳

تقويت پہنچائي ہے. حميدي اور دوسرے محدثين نے صرف ابن عينيہ كي روايت پر اكتفا كيا ہے اور اسي طرح اسحاق بن عيسي بن طباع نے بھي اس سند كو ابن عينيہ كے ذريعہ تقويت پہنچائي ہے. جو كچھ ہم نے ذكر كيا ہے اس كي روشني ميں اس حديث كا صحيح ہونا ہمارے لئے ثابت ہو جاتا ہے اگرچہ بخاري اور مسلم نے اس كو ذكر نہيں كيا ہے.[1]

سند پر تنقيد

اب جبكہ حديث اقتدا حذيفہ بن يمان اور دوسرے مختلف ماخذ سے نقل ہوئي ہے ، اس حديث كي سند كي

حافظ هيثمي ، ترمذي اور بحراني سے نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ اس كي سند ميں يحي بن عبدالحميد حماني ذكر ہوا ہے اور وہ ضعيف ہے۔ مجمع الزوائد ٤٨٤/٩-٤٨٥، كتاب مناقب، باب فضائل عمار بن ياسر و اهل بيتہ۔

[1] مستدرك حاكم ٧٩/٣-٨٠، كتاب معرفت صحابہ ، باب ابوبكر بن ابي قحافہ ، حديث ٤٤٥١-٤٤٥٥

تحقيق كرتے ہيں چنانچہ ہم اس حديث كي سند پر دو طريقوں سے نقد كريں گے.

۱. اس حديث كي مشہور و معروف سند حذيفہ بن يمان كي طرف سے ہے اور قارئين محترم ملاحظہ كر سكتے ہيں كہ اس حديث كا سلسلہ سند عبد الملك بن عمير پر ختم ہوتا ہے. علماء علم رجال كے نزديك وہ مدلّس [۱] ، كثير الخطا، مضطرب الحديث [۱] اور نہايت ضعيف شمار كيا جاتا

[۱] مدلّس يعني وہ شخص جو ردوبدل كے ذريعے عيب كو پنہاں كر دے، علم الحديث كي اصطلاح ميں تدليس كي دو قسميں ہيں۔(الف) اسناد ميں تدليس يعني راوي كسي ايسے شخص سے حديث كو نقل كرتا ہے كہ جسے نہ تو ديكھا ہو اور نہ ہي اس سے حديث سني ہو يا سلسلہ سند ميں سے كسي ضعيف راوي كو حذف كر دے تاكہ يہ حديث حسن يا صحيح شمار كي جائے اور تدليس كے بارے ميں يہ كہا جاتا ہے كہ "التدليس اخو الكذب" يعني تدليس ايك قسم كا جھوٹ ہے۔(ب) صفات راوي ميں تدليس كا معني يہ ہے كہ حقيقت كو چھپانے كي خاطر راوي كي صفات يا كنيت كو تبديل كر ديا جائے۔

ہے. احمد کہتے ہیں کہ اس سے قلیل مقدار میں روایات کو نقل کرنے کے باوجود یہ شخص مضطرب الحدیث ہے[1] میں نے اس کے ہاں پانچ سو سے زیادہ حدیث کو نہیں پایا اور ان میں بھي بہت زیادہ خطا اور اشتباہ پایا جاتا ہے.[2]

اسحق بن منصور، عبد الملک کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ احمد اس کو واقعا ضعیف سمجھتے ہیں.[3] احمد نیز ایک اور مقام پر کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اور خطا کرتا ہے.[4]

قابل تعجب بات یہ ہے کہ احمد بن حنبل اس کے باوجود کہ وہ عبد الملک کو ضعیف اور نقل حدیث میں اشتباہ اور

---

[1] مضطرب الحدیث اس حدیث کو کہا جاتا ہے کہ جس کا متن یا سند مختلف انداز سے نقل ہوئي ہو اس طرح کہ اس کي حقیقي اور واقعي صورت مشخص نہ ہو سکے اور اس قسم کي حدیث نقل کرنے والے کو مضطرب الحدیث کہا جاتا ہے۔

[2] تہذیب التہذیب ٦/٣٦٠ اور دوسرے ماخذ

[3] تہذیب التہذیب ٦/٣٦٠، میزان الاعتدال ٤/٤٠٦

[4] میزان الاعتدال ٤/٤٠٦

غلطي كرنے والا سمجهتے هيں پهر بهي اپني سند ميں حديث اقتدا جيسي حديث كو ذكر كرتے هيں اور اپني اس كتاب ميں حجت قرار ديتے هيں!

ابن معين اس كے بارے ميں كهتے هيں كه وه مخلّط[1] هے.[2]

ابو حاتم كهتے هيں كه عبد الملك كا حافظه قوي نهيں تها........ ايك اور مقام پر كهتے هيں كه تمام علماء كے نزديك وه قوي حافظه والا معروف نهيں هے.[3]

ابن خراش كهتا هے كه شعبه كے نزديك وه قابل قبول نهيں هے.[4]

---

[1] حديث شناسي كي اصطلاح ميں مخلط يعني وه شخص جو قول نقل كرنے ميں احتياط سے كام نه لے اور صحيح و غلط كو باهم خلط ملط كر دے۔

[2] ميزان الاعتدال ٤/٤٠٦، تهذيب التهذيب ٦/٣٦٠

[3] تهذيب التهذيب ٦/٣٦٠

[4] ميزان الاعتدال ٤/٤٠٦

ذهبي کہتے ہيں کہ ابن جوزي نے اس کا تذکرہ کيا ہے اور اس کے بارے ميں يہ کہا ہے کہ علماء کے نزديکؒ وہ معيوب شخص ہے ليکن اس کے ثقہ ہونے کے بارے ميں کچھ ذکر نہيں کيا ہے.[1]

ابن حجر عسقلاني، عبد الملکؒ کے بارے ميں کہتے ہيں کہ وہ مدلس شخص تھا.[2]

دوسري طرف يہي عبد الملکؒ تھا کہ جس نے امام حسين کے ايلچي عبد الله بن يقطر - يا قيس بن مسھّر صيداوي - جو کوفہ ميں تھے کا سر تن سے جدا کيا تھا.

تاريخ ميں ذکر ہوا ہے کہ جب ابن زياد کے حکم سے حسين کے سفير کو دار الامارہ سے نيچے گرايا گيا تھا تو ابھي اس کي جان ميں کچھ رمق باقي تھي تو عبد الملکؒ بن عمير اس

[1] ميزان الاعتدال ٤٠٦/٤

[2] تقريب التھذيب ٦١٨/١

کے قریب آیا اور سر کو تن سے جدا کیا جب اس پر اعتراض کیا گیا کہ تو نے ایسي حرکت کیوں کي ؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ "میں چاہتا تھا کہ اسے آرام و سکون مل جائے"[1]

۲. عبد الملك بن عمیر نے یہ حدیث ربعي بن خراش سے نہیں سني ہے اور اسي طرح ربعي نے بھي حذیفہ بن یمان سے نہیں سني ہے.

اس مطلب کو مناوي نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن حجر کہتے ہیں کہ عبد الملك کي وجہ سے اس حدیث میں اختلاف پایا جاتا ہے ابو حاتم کے نزدیك یہ حدیث قابل اعتراض ہے اور بزار بھي ابن حزم کي مانند کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں چونکہ عبد الملك نے اس حدیث کو

[1] تلخيص الشافي ٣/٣٣-٣٥، روضة الواعظين ١٠/١٧٧-١٧٨، مقتل حسين ص ١٨٦

ربعي اور ربعي نے حذيفہ سے نہيں سني ليكن حديث كيلئے شاہد موجود ہے.[1]

ہاں اگر شاہد حديث ابن مسعود ہے كہ جس طرح حاكم نيشاپوري اور مناوي نے وضاحت كي ہے تو عنقريب ہم اس كے اشكالات كو ذكر كريں گے اور اگر شاہد حديث ربعي كي دوسري سند كے مطابق حذيفہ ہے تو پھر اس حديث كو ترمذي نے اس طرح نقل كيا ہے.

سعيد بن يحيي بن سعيد اموي نے وكيع سے ، وہ سالم بن علاء مرادي سے ، وہ عمر بن هرم سے اور وہ ربعي بن خراش سے اور انہوں نے حذيفہ سے نقل كيا ہے كہ پيغمبر اكرم بيٹھے ہوئے تھے كہ آپ نے ارشاد فرمايا : "مجھے نہيں معلوم كتنا عرصہ تمہارے درميان رہوں". اس وقت آپ

[1] فيض القدير ۲/۷۲-۷۳

نے ابو بكر و عمر كي طرف اشاره كر كے فرمايا: "ميرے بعد ان دونوں كي پيروي كرنا".[1]

اس روايت كو ابن حزم کچھ یوں نقل كرتے ہيں.

اس حديث كو ہمارے رفقاء ميں سے ايك نے قاضي ابي وليد بن فرضي سے ، انہوں نے ابن دخيل سے اور انہوں نے عقيلي سے اور وه محمد بن اسماعيل بن فضيل سے وه وكيع اور وه سالم مرادي سے وه عمرو بن هرم اور وه ربعي بن خراش اور ابي عبدالله سے (جو حذيفہ كے رفقاء ميں تھے)اور انہوں نے حذيفہ سے اخذ كي ہے.[2]

[1] سنن ترمذي، ٣٧٥/٥، كتاب مناقب، باب مناقب ابو بكر و عمر، حديث ٣٦٨٣

[2] الاحكام في اصول الاحكام ٨٠٩/٦

سند حديث پر اجمالي نظر

اس حديث كي سند ميں تين روات كے نام موجود ہيں جو قابل تحقيق ہيں. ہم ماہرين علم رجال كے اقوال كي روشني ميں ان كي تحقيق كرتے ہيں.

١. سالم بن علاء مرادي

حديث ميں مركزي حيثيت اسي شخص كو حاصل ہے ابن حزم روايت كو نقل كرنے كے بعد جيسا كہ پہلے گزر چكا ہے - كہتے ہيں كہ سالم بن علاء مرادي نقل حديث كے معاملہ ميں ضعيف ہے.

ذهبي ميزان الاعتدال ميں اس كے متعلق كہتے ہيں كہ ابن معين اور نسائي اس كو ضعيف كہتے ہيں.[١]

[١] ميزان الاعتدال ١٦٦/٣

كتاب الكاشف ميں اس كے سوانح حيات ميں اسے ضعيف شمار كيا گيا ہے.[1]

تہذيب التہذيب كے مصنف نے بھي اس كے بارے ميں اس طرح كہا ہے كہ دوري نے ابن معين سے نقل كيا ہے كہ سالم ضعيف الحديث ہے.[2]

كتاب لسان الميزان ميں ذكر ہوا ہے كہ عقيلي نے اس كا تذكرہ كيا ہے اور ابن جارود نے اس كو ضعيف جانا ہے.[3]

۲.عمرو بن هرم

مذكورہ حديث كا ايك راوي عمرو بن هرم ہے جو قطّان كے نزديك ضعيف ہے.[1]

---

[1] الكاشف ۲۹۷/۱

[2] تہذيب التہذيب ۳۳۸/۳

[3] لسان الميزان ۸/۳

٣.وکيع بن جرّاح

حديث کا تيسرا راوي وکيع بن جراح ہے کہ علماء علم رجال نے اس کي طعن و تشنيع کي ہے.[٢]

حذيفہ سے منقول ہے کہ حديث کي سند ميں ان تين مذکورہ راويوں کے علاوہ ربعي بن خراش کے غلام کا بھي تذکرہ پايا جاتا ہے جس کے متعلق ابن حزم نے بڑي وضاحت کے ساتھ کہا ہے کہ يہ شخص مجہول الحال ہے .البتہ بعض سلسلہ سند ميں اس غلام کا نام "ھلال" ليا گيا ہے اور يہ بھي مجہول ہے .ابن حزم اس کے بارے ميں کہتے ہيں کہ بعض محققين نے ربعي کے غلام کا نام ، ھلال ذکر

---

[١] ميزان الاعتدال ٣٤٩/٥

[٢] ميزان الاعتدال ١٢٧/٧

كيا ہے جبكہ يہ شخص بھي مجہول الحال ہے اور كوئي نہيں جانتا كہ يہ كون ہے.[1]

روايت ابن مسعود

ترمذي نے ابن مسعود كي روايت كو اس طرح نقل كيا ہے.

ابراہيم بن اسماعيل بن يحيي بن سلمہ بن كہيل نے ہمارے لئے يوں روايت نقل كي ہے كہ ميرے باپ نے اپنے والد سے ، انہوں نے سلمہ بن كہيل سے ، وہ ابي الزعراء سے اور انہوں نے ابن مسعود سے نقل كيا ہے كہ ابن مسعود نے كہا ہے كہ رسول خدا نے فرمايا:

"ميرے بعد ميرے ان دو اصحاب يعني ابو بكر و عمر كي اقتدا كرنا اور عمّار كے طرز عمل كو اپنانا اور ابن مسعود كے دستور و احكام سے تمسك كرنا".[1]

---

[1] الاحكام في اصول الاحكام ٨٠٩/٦

حاکم اس حديث کو حذيفہ سے نقل کرنے بعد کہتے ہيں :
اس حديث کي صحيح سند پر شاہد، ہم نے عبداللہ بن مسعود سے ليا ہے کہ ابو بکر بن اسحق نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے اور انہوں نے ابراہيم بن اسماعيل بن يحيي بن سلمہ بن کہيل کے توسط سے ہمارے لئے روايت کي ہے اور کہا ہے کہ ہمارے باپ نے اپنے باپ سے ، انہوں نے ابي الزعراء سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے نقل کيا ہے کہ پيغمبر اکرم نے ارشاد فرمايا :
"ميرے بعد ان دو يعني ابو بکر و عمر کي اقتدا کرنا اور عمار کے طرز عمل کو اپنائے رکھنا اور ابن مسعود کے دستور و احکام سے تمسک کرنا".[2]

---

[1] سنن ترمذي ٤٤٢/٥، کتاب مناقب ، باب مناقب عبداللہ بن مسعود ، حديث ٣٨٣١
[2] مستدرک حاکم ٨٠/٣ ، کتاب معرفتہ صحابہ ، باب ابوبکر بن ابي قحافہ ، حديث ٤٤٥٦

سند كي تحقيق و تنقيد

يہ روايت بهي روايت حذيفہ كي طرح چند پہلوؤں سے قابل تنقيد و تحقيق ہے.

(۱). ترمذي كے نزديك اس حديث كا سلسلہ سند مجہول ہے. وه كہتے ہيں كہ ہم اس حديث كو صرف يحيي بن سلمہ بن كہيل كے سلسلہ سند سے پہچانتے ہيں.

ترمذي يہ بيان كرنے كے بعد يحيي كو ضعيف شمار كرتے ہوئے كہتے ہيں: يہ حديث ابن مسعود كے سلسلہ سند سے "غريب"[1] ہے. ہم اس حديث كو صرف يحيي بن سلمہ بن

[1] غريب روايت اس روايت كو كہا جاتا ہے جو چند اصحاب سے نقل ہو اور مشہور ہو جائے؛ ليكن راوي اس حديث كو اس طرح نقل كرے كہ اس كا سلسلہ سند ان اصحاب تك نہ پہنچتا ہو۔

كهيل كے سلسلہ سند سے پہچانتے ہيں اور يحيي بن سلمہ نقل حديث ميں ضعيف شمار كيا گيا ہے.[1]

(۲). علماء رجال كے نزديك اس سند ميں يحيي بن سلمہ بن كهيل ايك ضعيف ، متروك ، منكر الحديث [2] اور بے ارزش راوي ہے.

ترمذي اس كے بارے ميں كہتے ہيں كہ يحيي بن سلمہ ضعيف راوي ہے.

مقدسي، يحيي بن سلمہ كے بارے ميں دوسرے محققين كے اظہار خيال كو يوں بيان كرتے ہيں : ابن معين كے نزديك

[1] سنن ترمذي ٤٤٢/٥، كتاب مناقب، باب مناقب عبدالله بن مسعود ، حديث ۳۸۳۱

[2] منكر الحديث : منكر الحديث اس حديث كو كہا جاتا ہے كہ جس كے موضوع كي تائيد نہ كي جائے اور ايسي حديث نقل كرنے والے كو منكر الحديث كہا جاتا ہے-

يحيي ضعيف راوي ہے ،ابو حاتم كہتے ہيں كہ يحيي قوي نہيں ہے.

بخاري رقمطراز ہے كہ اس كي احاديث ميں منكر احاديث موجود ہيں.

نسائي كے نزديك وه ثقہ نہيں ہے اور ترمذي كے نزديك يحيي بن سلمہ نقل حديث ميں ضعيف ہے.[1]

ذهبي نے بهي كہا ہے كہ يحيي نقل حديث ميں ضعيف ہے.[2]

ابن حجر، يحيي كے بارے ميں علماء رجال كے خيالات كو بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں كہ ابن حبّان نے اسے ضعيف رواۃ ميں شمار كرتے ہوئے كہا ہے كہ وه منكر الحديث ہے اور اس كي احاديث سے استدلال نہيں كيا جا سكتا.

[1] الكمال في اسماء الرجال-خطي نسخہ-تہذيب الكمال ٣٦٣/٣١، ٣٦٢

[2] الكاشف ٢٤٤/٣

نسائي اپني كتاب "الكني" ميں اس كے بارے ميں كہتے ہيں كہ يحيي متروک الحديث ہے. ابن نمير نے اس كے بارے ميں يوں اظہار خيال كيا ہے كہ: يحيي كي روايات نقل كرنے كے قابل نہيں ہيں.

دارقطني اس كے بارے ميں كہتے ہيں كہ يحيي باب الحديث ميں متروک ہے اور ايک دوسرے مقام پر كہتے ہيں كہ وہ ضعيف ہے.

عجلي بھي اس كے بارے ميں رقمطراز ہيں كہ وہ نقل حديث ميں ضعيف ہے.....[1]

اس سلسلہ سند ميں اسماعيل بن يحيي بن سلمہ كا نام بھي نظر آتا ہے جو ضعيف اور متروک الحديث ہے.[2]

---

[1] تہذيب التہذيب ١٩٦/١١

[2] متروک راوي اس راوي كو كہا جاتا ہے كہ محدثين اس كي حديث پر عمل كرنے سے گريزاں ہوں۔

دار قطني ، ازدي اور دوسرے علماء نے اس كے بارے ميں كہا ہے كہ اسماعيل كي روايات متروك ہيں.[1]

(٤).اس سلسلہ سند ميں ايك اور راوي جو قابل تحقيق ہے وہ ابراہيم بن اسماعيل بن يحيي ہے.وہ نقل حديث ميں سہل انگار، متروك، ضعيف اور مدلّس ہے.

ذھبي نے بھي اس كا تعارف كراتے ہوئے كہا ہے كہ ابو زرعہ كے نزديك وہ نقل حديث ميں سھل انگاري سے كام ليتا ہے اور ابو حاتم نے اس كو باب الحديث ميں متروك جانا ہے.[2]

ابن حجر، ابراہيم كے بارے ميں كہتے ہيں كہ ابن ابي حاتم نے كہا ہے كہ ميرے باپ نے ابراہيم كي حديث كو لكھا ؛ليكن وہ اسے دوست نہيں ركھتے تھے لہذا اس كے يہاں

[1] ميزان الاعتدال ٤١٧/١، المغني في الضعفاء ١٣٤/١، تہذيب التہذيب ٣٠٣/١

[2] ميزان الاعتدال ١٣٦/١، المغني في الضعفاء ١٧/١

نہيں جاتے تھے ا ور نہ ہي مجھے لے کر گئے . ميں نے ابوزرعہ سے ان کے بارے ميں دريافت کيا تو انہوں نے جواب ديا: کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے باپ سے احاديث کو نقل کرتا تھا، اس کے بعد اپنے والد کو چھوڑ کر ان احاديث کو اپنے چچا کي طرف منسوب کر ديا ، اس لئے کہ اس کا چچا لوگوں ميں مشہور تھا.

ابن حجر ، عقيلي سے نقل کرتے ہوئے اس کے بارے ميں کہتے ہيں کہ مطين سے منقول ہے کہ ابن نمير اسے پسند نہيں کرتے تھے اور وہ ان کے ہاں ضعيف تھا اور اس کے بارے ميں يہ بھي کہا کہ وہ منکر احاديث کي روايت کرتا تھا.

عقيلي ، ابراہيم کے بارے ميں کہتے ہيں کہ اس کي منقول احاديث قابل ارزش نہيں تھيں.[1]

[1] تہذيب التہذيب ۹٦/۱

اسي وجہ سے حافظ ابن عدي نے يحيي بن سلمہ بن کہيل کو اپني کتاب" الضعفاء الکبير" ميں ذکر کيا ہے اور بڑے بڑے محدّثين جيسے بخاري ، يحيي بن معين اور نسائي نے اسے مجروح اور ضعيف قرار ديا ہے .اس کے بعد صحيح ترمذي نے اس کي سند سے منقول حديث کو ذکر کرتے ہيں جس کا متن کچھ يوں ہے: عليؑ بن احمد بسطام نے سہل بن عثمان سے اور وہ يحيي بن ذکريا سے ، وہ ابن ابي زائدہ سے اور انہوں نے يحيي بن سلمہ بن کہيل سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابي الزعراء سے اور انہوں نے عبدالله بن مسعود سے نقل کيا ہے کہ پيغمبر اکرم نے فرمايا کہ ميرے بعد ان کي اقتدا کرنا.....[1]

[1] الکامل في الضعفاء ٩/٢٠-٢١

حافظ ذهبي ، حاكم کے ہاں صحیح حديث كي طرف اشاره کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس كي سند كي كوئي قدرو قيمت نہیں ہے.[1]

حافظ سيوطي نے ترمذي سے ،حاکم نیشاپوري اور طبراني نے ابن مسعود سے کچھ اس طرح نقل کیا ہے کہ : "میرے بعد میرے دو صحابہ -ابوبکر و عمر-كي اقتدا کرو اور عمار کے طور طریقے پر چلو اور ابن مسعود کے دستور و احکام سے تمسّك کرو".

ترمذي اس حديث کے ذیل میں رقمطراز ہیں کہ یہ حديث غريب اور ضعيف ہے البتہ طبراني اور حاکم نیشاپوري نے اس حديث کو ابن مسعود سے نقل کیا ہے .واضح رہے کہ محدثین نے اس حديث پر اشکال کئے ہیں.

---

[1] تلخيص المستدرك ٧٦/٣

ليكن يہ بات قابل توجہ ہے كہ حاكم اور مناوي نے اس حديث كو صحيح جانتے ہوئے اس حديث سے استدلال كيا ہے.[1] اور اس سے بھي زيادہ تعجب اس بات پر ہے كہ حاكم نے كہا ہے كہ ترمذي نے اس حديث كو ابن مسعود كي سند سے نقل كيا ہے اور روايت كو حسن خيال كرتا ہے.[2]

البتہ يہاں پر يہ اشكال بھي كيا جا سكتا ہے كہ اگر اس روايت كو ترمذي نقل كرے تو اسے كيا فائدہ ہو گا، اس لئے كہ اس كي كتاب جسے صحيح كہا جاتا ہے اس ميں واضح طور پر اس روايت كو ضعيف كہا گيا ہے.؟!

مئولف كے نزديك ، شايد ترمذي نے اسے نقل كر كے اس لئے ضعيف قرار ديا تا كہ كوئي دھوكہ نہ كھائے اور اس

---

[1] الجامع الكبير ١٣٣/١

[2] فيض القدير ٧٣/٢

كے صحيح ہونے كا وہم و گمان بھي نہ كرے باوجود اس كے كہ اس كي كتاب خصوصا مناقب اورفضائل والا حصہ جعلي احاديث پر مشتمل ہے .جيسا كہ ذھبي نے اپني كتاب" سير اعلام النبلاء" ميں اس كے سوانح حيات كے بارے ميں لكھا ہے اور اہلسنت كے نامور علماء بھي اس بات كي تصديق كرتے ہيں.[1]

روايت ابي الدّرداء

حديث اقتداء كے روات ميں سے ايك راوي ابي الدرداء بھي ہے .ابن حجر مكي اس روايت كو طبراني سے كچھ اس طرح نقل كرتے ہيں .حديث نمبر ٧٢ طبراني ،ابي الدرداء سے نقل كرتے ہيں كہ رسول خدا ﷺ نے فرمايا كہ :"ميرے بعد ابوبكر و عمر كي اقتدا كريں ، چونكہ وہ

[1] رجوع كريں سير اعلام النبلاء ١٣/٢٧٤

دونوں حبل الهي (خدا كي رسي) ہيں جو اہل سنت كي طرف اٹكائي گئي ہے جس نے بھي ان دونوں كو مضبوطي سے پكڑا تو گويا اس نے ايسي محكم چيز كے ساتھ تمسك كيا ہے جو آساني سے ٹوٹنے والي نہيں ہے.[1]

روايت ابي الدرداء كي سند كي تحقيق

جو روايت ابي الدرداء كي سند سے منقول ہوئي ہے وہ تين لحاظ سے قابل تحقيق ہے.

١. حافظ هيثمي نے يہ حديث طبراني سے روايت كي ہے اور كہتے ہيں كہ اس كي سند ميں ايسے افراد پائے جاتے ہيں جن كو ميں نہيں جانتا.

اس كي عبارت كچھ اس طرح ہے كہ ابي الدرداء كہتے ہيں كہ رسول خدا نے فرمايا كہ: " ميرے بعد ابو بكر و

[1] الصواعق المحرقہ ٧٧

عمر کي اقتدا کریں اس لئے کہ یہ دونوں الهي رسّي ہیں جنہیں اس زمین کي طرف بھیجا گیا ہے ، جس نے بھي ان دونوں کو مضبوطي سے پکڑا گویا اس نے ایسي مضبوط اور محکم چیزسے تمسك کر لیا ہے جو ٹوٹ ہي نہیں سکتي".

طبراني نے اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن کہا ہے کہ اس میں ایسے افراد کا تذکرہ ہے جنہیں میں نہیں جانتا[1]

۲. معاجم طبراني ان کتابوں میں سے نہیں ہیں کہ جن صحیح قرار دیا گیا ہو یہاں تك کہ یہ ان کتب میں بھي شمار نہیں ہوتي ہیں جن کے مصنفین نے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہو کہ ان میں صرف صحیح حدیث کو نقل کریں گے.

[1] مجمع الزوائد ۴۰/۹، کتاب مناقب کا وہ باب جس میں ابوبکر و عمر کے علاوہ دوسرے خلفاء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ حدیث ۱۴۳۵۶

اس بنا پر ،كسي حديث كا صرف معاجم طبراني - معجم الكبير، الاوسط اور صغير ميں موجود ہونے سے اس سے استدلال نہيں كيا جا سكتا.

۳.سند ابي الدرداء ميں ايك صحيح حديث ميں يوں ذكر ہوا ہے كہ:

ام الدرداء كہتي ہيں كہ ايك دن ابو الدرداء غضبناک حالت ميں ميرے پاس آئے ميں نے كہا كس چيز نے تمہيں غضبناک كيا ہے؟

اس نے كہا خدا كي قسم ! ميں محمد كي سيرت ميں سے صرف يہ كام ديكھ رہا ہوں كہ وہ باجماعت نماز ادا كرتے ہيں .

اگر ابو الدرداء نے رسول خدا كا يہ كلام كہ "ابو بكر و عمر كي اقتداء كرو... كو سنا ہوتا تو ہرگز ايسي گفتگو نہ كرتے.

روايت انس بن مالك

روايت کے روات ميں سے ايك راوي ، انس بن مالك ہيں .جلال الدّين سيوطي اس روايت کو کچھ يوں نقل کرتے ہيں کہ پيغمبر خدا نے فرمايا کہ "ميرے بعد ميرے دو صحابہ ؛ ابو بکر و عمر کي اقتداء کريں اور عمار کے طور طريقہ کي پيروي کريں اور ابن مسعود کے دستور و احکام سے تمسك کرنا"

سيوطي اس روايت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہيں کہ اس روايت کو ترمذي نے ابن مسعود اور روياني نے حذيفہ سے نقل کيا ہے .ابن عدي نے بھي اس کو اپني کتاب الکامل ميں نقل کيا ہے.[1]

[1] الجامع الصغير ٨٢/١، حرف ہمزہ ، حديث ١٣١٩

روایت انس کی سند کی تحقیق

جیساکہ بیان کیا جاچکا ہے کہ حدیث اقتداء کی روایت کی اسناد قابل تحقیق و تنقید ہیں، چونکہ ترمذی اس حدیث کو ابن مسعود سے نقل کرنے کے بعد ضعیف خیال کرتے ہیں اور دوسری طرف حذیفہ سے منقول حدیث کی تمام اسناد کا ضعیف ہونا ثابت کیا جاچکا ہے.

اب ہم انس بن مالکؓ کی حدیث کی تحقیق و تنقید کرتے ہیں.

یہ حدیث ابن عدی کی کتاب الکامل میں کچھ اس طرح نقل ہوئی ہے.

ابو زید حماد بن دلیل۔قاضی مدائن۔نے علیؒ بن حسن بن سلیمان سے، انہوں نے احمد بن محمد بن معلیؒ آدمی سے انہوں نے ابو رجاء مسلم بن صالح سے اور وہ حماد بن دلیل

سے اور انہوں نے عمر بن نافع سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن هرم کہتے ہیں کہ میں اور جابر بن زید ، انس بن مالکؓ کے یہاں گئے تو انہوں نے کہا کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ: " وہ دو جو میرے بعد ہیں ؛ یعني ابو بکر و عمر انکي اقتداء کرنا اور ابن ام عبد کے دستور و احکام سے تمسك کرنا اور عمار کے طریقے کو اپنائے رکھنا. "

اسي قسم کي روایت کو اسي اسناد کے ساتھ، محمد بن عبد الحمید فرغاني نے صالح بن حکیم بصري سے اور انہوں نے ابو رجاء مسلم بن صالح سے اور وہ ابو زید حماد بن دلیل ـقاضي مدائن-سے اور انہوں نے عمر بن نافع سے ہمارے لئے نقل کیا ہے.

محمد بن سعید حرّاني نے جعفر بن محمد بن صبّاح سے اور انہوں نے مسلم بن صالح بصري سے بھي اسي قسم کي روایت کو اسي اسناد کے ساتھ ہمارے لئے نقل کیا ہے.

اسي طرح علیؒ بن حسن بن سليمان نے احمد بن محمد بن معليؒ آدمي سے، انہوں نے مسلم بن صالح سے اور وہ حماد بن دليل سے اور انہوں نے عمر بن نافع سے اور وہ عمرو بن هرم سے اور وہ ربعي سے اور انہوں نے حذيفہ سے اور انہوں نے رسول خدا سے اسي حديث کو ہمارے لئے نقل کيا ہے.

ابن عدي کہتے ہيں کہ حماد بن دليل جو اس حديث کا ايک راوي ہے، بہت کم روايات نقل کرتا ہے اور اس نے اس حديث کو دو اسناد کے ساتھ ذکر کيا ہے جو اس کے علاوہ کسي نے ذکر نہيں کي ہيں.[1]

[1] الکامل في الضعفاء ٣/٢٩-٣٠

سند كي تحقيق

ابهي ہم نے ان اسناد كو تفصيل كے ساتھ ذكر كيا ہے لہذا يہي مقام ہے كہ روايات كے بارے ميں بهي تحقيق كي جائے.

ان تمام اسناد ميں يہ عبارت ذكر كي گئي ہے كہ مسلم بن صالح نے حماد بن دليل سے ، انہوں نے عمر بن نافع سے اور انہوں نے عمرو بن هرم سے.

يہ راوۃ علماء رجال كے نزديك قابل قبول نہيں ہيں. عمرو بن هرم كے بارے ميں آپ جان چكے ہيں كہ اس كي طعن وتشنيع كي گئي ہے.

دوسري طرف يحيي بن معين ، عمر بن نافع كے بارے ميں كہتے ہيں كہ عمرو كي حديث كي كوئي اہميت نہيں ہے.[1]

---

[1] الكامل في الضعفاء ٩٣/٦

ابن سعد سے منقول ہے کہ اس نے عمرو کے بارے میں کہا ہے کہ اس کي حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا.[1]

حماد بن دلیل کے بارے میں بھي علم رجال کے ماہرین کچھ یوں اظہار خیال کرتے ہیں: ابن عدي نے اس کو اپني کتاب الکامل في الضعفاء میں ذکر کیا ہے.

ذھبي نے بھي اس کا نام المغني في الضعفاء[2] اور میزان الاعتدال في نقد الرجال میں ذکر کیا ہے اور مزید کہا ہے کہ ابو الفتح ازدي اور دوسرے علماء نے بھي اس کو ضعیف جانا ہے.[3]

ابن جوزي نے بھي اس کا تذکرہ الضعفاء میں کیا ہے.[4]

---

[1] تہذیب التہذیب ٤٢٣/٧

[2] المغني في الضعفاء ٢٨٦/١

[3] میزان الاعتدال ٣٥٩/٢

[4] کتاب الضعفاء و المتروکین ٢٣٣/١، رجوع کریں حاشیہ تہذیب الکمال ٢٣٦/٧

ليكن مسلم بن صالح كے بارے ميں كہا جاتا ہے كہ ابھي تك اس كو نہيں پہچانا گيا ہے.

عبد الله بن عمر بھي حديث اقتدا كے رواة ميں شمار ہوتے ہيں ذھبي نے ان كي روايت كو اس طرح نقل كيا ہے. احمد بن صليح نے ذوالنون مصري سے اور انہوں نے مالك سے اور وہ نافع سے نقل كرتے ہيں كہ ابن عمر كہتے ہيں كہ پيغمبر خدا نے ارشاد فرمايا: "ميرے بعد ان دونوں كي اقتدا كرنا ".

حافظ ذھبي اس روايت كو نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ يہ روايت احمد سے غلطي سے سرزد ہوئي ہے اور قابل اعتماد نہيں.[1]

ذھبي ايك اور مقام پر اس روايت كو نقل كرتے ہيں كہ عقيلي ، محمد بن عبد الله بن عمر بن قاسم بن عبدالله بن

[1] ميزان الاعتدال ١/٢٤٢-٢٤٣

عبيدالله بن عاصم بن عمر بن خطّاب عدوي عمري كے نام كو ذكر كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ اس كي حديث صحيح نہيں ہے اور يہ راوي نقل حديث ميں قابل شناخت نہيں ہے.

ذهبي ايك اور سند كے ساتھ ذكر كرتے ہوئے كہتے ہيں كہ احمد بن خليل نے ابراہيم بن محمد حلبي سے اور انہوں نے محمد بن عبدالله بن عمر بن قاسم سے اور انہوں نے مالك سے اور وہ نافع سے نقل كرتے ہيں كہ ابن عمر روايت مرفوعہ ميں كہتے ہيں كہ پيغمبر اكرم نے فرمايا "ميرے بعد ان دونوں كي اقتداء كرنا.

اس قسم كي حديث كا مالك كي روايت كے ساتھ كوئي تعلق نہيں ہے.

دارقطني اس بارے ميں رقمطراز ہيں کہ يہي عمري، مالکؒ سے باطل حديثيں نقل کرتے ہيں. ابن منده کہتے ہيں کہ اس کے ہاں منکر احاديث ہيں.[1]

اس حديث کو ابن حجر نے نقل کيا ہے اور کہتے ہيں کہ عقيلي اس حديث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہيں کہ يہ حديث منکر ہے اور اس کي کوئي اصل و حقيقت نہيں ہے

اس روايت کو دار قطني نے بھي احمد بن خليل بصري سے اس کي سند کے ساتھ نقل کيا ہے اور اس کي سند کو اسي طرح ذکر کيا ہے، پھر کہتے ہيں کہ يہ سند مسلّم نہيں ہے اور وہي عمَري ہے جو نقل حديث ميں ضعيف ہے...[2]

---

[1] ميزان الاعتدال ٦/٢١٨-٢١٩

[2] لسان الميزان ٥/٢٤٠

اسي طرح ذهبي اور ابن حجر نے اس حديث كو احمد بن محمد بن غالب باہلي كے سوانح حيات ميں ذكر كيا ہے اور اس كي سرزنش ميں علماء كے اقوال كو نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ اس كي مصيبت زدہ روايات ميں ايك روايت يہ ہے كہ جس ميں وہ كہتے ہيں كہ محمد بن عبدالله عمري نے مالك سے اور وہ نافع سے اور انہوں نے ابن عمر سے نقل كيا ہے كہ رسول خدا نے ارشاد فرمايا كہ "ميرے بعد ان دو يعني ابوبكر و عمر كي اقتداء كرنا".

وہ اس روايت كے بعد كہتے ہيں كہ اس حديث كي مالك كي طرف جھوٹي نسبت دي گئي ہے.

ابوبكر نقاش كہتے ہيں كہ اس حديث كي كوئي قدر و قيمت نہيں ہے.[1]

[1] ميزان الاعتدال-١/٢٨٦، لسان الميزان-١/٣٧٨

عبداللہ بن عمر کي سند کي تحقيق

ذھبي ، ابن حجر اور دوسرے محدثين کے کلام سے يہ بات واضح ہو جاتي ہے کہ عبداللہ بن عمر کي حديث کے تمام سلسلہ اسناد باطل ہيں.اسي وجہ سے مختصر کرتے ہوئے ہم اس روايت کي سند کي تحقيق ميں بس اسي کلام پر اکتفا کرتے ہيں اور دوسرے محققين کے کلام کو ذکر نہيں کرتے. البتہ يہ بات ضرور قابل توجہ ہے کہ حافظ ابن عساکر[1] اور اس جيسے دوسرے محدثين نے اپني کتب ميں اس جيسي منکر احاديث کي بھر مار کر دي ہے!!

[1] تاريخ دمشق ۱۵۱/۳۲

روايت جدّہ عبداللہ بن ابي هذيل

شيخين کي فضيلت پر مشتمل حديث اقتدا ء کو ايک اور راوي نے نقل کيا ہے وہ جدہ عبداللہ بن ابي هذيل ہيں.اس کي روايت کے بارے ميں ابن حزم يوں رقمطراز ہيں:

احمد بن محمد بن جسور نے احمد بن فضل دينوري سے اور وہ محمد بن جرير سے اور وہ عبد الرحمن بن اسود طفاوي سے اور وہ محمد بن کثير ملاّئي سے اور وہ مفضّل ضبّي اور وہ ضرار بن مرّہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن ابي هذيل عنزي سے نقل کيا ہے کہ اس کي جدہ کہتي ہے کہ پيغمبر ﷺ نے فرمايا کہ "ميرے بعد ان دو افراد ، يعني ابو بکر و عمر کي اقتدا کرنا اور عمار کے طرز عمل کو اپنانا اور ابن ام عبد کے دستور و احکام سے تمسک کرنا"[1]

---

[1] الاحکام في اصول الاحکام ٨٠٩/٦

روايت جده عبدالله بن ابي هذيل كي تحقيق

اس حديث كي سند كو نقد كرنے كے سلسلے ميں ہم صرف حافظ ابن حزم كے كلام پر اكتفا كرتے ہيں.ان كي گفتگو كا متن يہ ہے.

حديث اقتداء صحيح حديث نہيں ہے كيونكہ اس حديث كے روات ميں ربعي كے غلام كا ذكر پايا جاتا ہے جو مجہول ہے اور دوسري طرف يہ حديث مفضّل ضبّي سے منقول ہے اور دونوں حجت نہيں ہيں.

جيسا كہ احمد بن محمد جسور نے ... ہمارے لئے نقل كيا ہے.[1]

[1] الاحكام في اصول الاحكام ٨٠٩/٦

دوسرا حصہ

حديث اقتداء كي سند كے

بارے میں

نامور علماء اہل سنت کے

نظريات

نامور علماء اہل سنت کے کلام میں

حدیث اقتداء کي سند.[1]

جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے اس کي روشني میں اہل سنت کي صحاح نامي کتب میں حدیث اقتداء کي اسناد قابل قبول نہیں رہ جائے کہ دوسري کتابوں کا ذکر کیا جائے.

---

[1] واضح رہے کہ علماء اہل سنت کي عزت و احترام میں جو مطالب ذکر کئے جاتے ہیں وہ صرف اس لئے ہیں تاکہ اہل سنت کے ہاں ان کے مرتبہ کو بیان کیا جائے کہ انہوں نے بھي من گھڑت حدیث اقتداء کي تکذیب کي ہے۔

اس حصہ میں ہم اہل سنت کے علماء رجال کي ہو بہو عبارات کو پیش کریں گے کہ کس طرح انہوں نے حدیث اقتداء پر اعتراضات وارد کئے ہیں. کبھي تو اس حدیث کو صریحا ٹھکرایا ہے اور کبھي موضوع ، باطل ، غیر صحیح اور منکر جیسے کلمات کہ کر اس حدیث کے صحیح ہونے پر خط بطلان کھینچا ہے. اور کبھي کچھ دوسري وجوہات کي بنا پر اس حدیث کو قبول نہیں کیا ہے. ہم ان کے کلام سے جہاں تک مطلع ہوئے ہیں اس کي طرف اشارہ کیا جائے گا.

۱. ابو حاتم رازي کا نظریہ

علماء اہل سنت میں سے ایک محقق جو حدیث اقتداء کو مورد تحقیق و تنقید قرار دیتے ہیں وہ ابو حاتم محمد بن ادریس رازي ہیں وہ اس حدیث کو باطل اور مورد طعن قرار دیتے ہیں. مناوي اس حدیث کي شرح کے بارے میں

ابن حجر سے نقل كرتے ہوئے رقمطراز ہيں كه ابو حاتم نے كہا ہے كه اس حديث پر اشكال وارد ہوتے ہيں اور بزّار بھي ابن حاتم كي طرح كہتے ہيں كه يه حديث صحيح نہيں ہے ؛ چونكه عبد الملك نے ربعي سے كوئي كلام نہيں سني ہے اور ربعي نے بھي حذيفه سے نہيں سني ہے.....[1]

ابو حاتم كي مختصر سوانح حيات

ابو حاتم رازي (متوفي ۲۷۷ ھ) كا شمار نامور ائمه اور حفاظ ميں ہوتا ہے وه تمام محققين كے ہاں قابل اعتماد اور عزت كي نگاه سے ديكھے جاتے ہيں اور وه بخاري و مسلم كے ہم عصر تھے.

[1] فيض القدير شرح جامع الصغير ۲/۷۲-۷۳

سمعاني ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے مایہ ناز امام تھے اور حدیث شناسي کے سلسلہ میں ان کي طرف رجوع کیا جاتا تھا اور وہ مشہور علماء میں سے تھے. یہ بات بھي مشہور ہے کہ انہوں نے فضل ، علم اور حدیث کو اخذ کرنے کیلئے متعدد سفر کئے ہیں.[1]

ابن اثیر ان کے بارے میں کچھ اس طرح کہتے ہیں کہ ابو حاتم ، بخاري اور مسلم کے ہم پلہ ہیں.[2]

ذهبي ان کي اس طرح توصیف کرتے ہیں کہ ابو حاتم رازي ؛ محمد بن ادریس بن منذر حنظلي ، امام ، بہت بڑے حافظ اور علماء اعلام میں سے ایک بہت بڑے دانشمند ہیں...[3]

---

[1] الانساب۔ ۲/۲۷۹

[2] الکامل في التاریخ۔ ۷/۴۳۹

[3] تذکرة الحفاظ۔ ۲/۵۶۷

ذهبي ايك دوسرے مقام پر كہتے ہیں كہ ابو حاتم رازي ؛ امام ، حافظ ، ناقد حديث اور شيخ المحدثين ہیں. اور وہ بخاري كے برابر ہیں........[1]

اور ان كي شہرت اس حد تك ہے كہ ان كي سوانح حيات اہل سنت كي بہت ساري اور معتبر كتب میں بھي ذكر ہوئي ہیں.........[2]

[1] سير اعلام النبلاء ۔ ۲٤۷/۱۳

[2] رجوع كریں، تاريخ بغداد ۷۳/۲ ، تهذيب التهذيب ۳۱/۹ ، البداية والنهاية ۵۹/۱۱ ، الوافي بالوفيات ۱۸۳/۲ اور طبقات الحفاظ ۲۵۵

٢.ابو عيسي ترمذي كا نظريہ

ايك اور محقق جنہوں نے حديث اقتداء كو من گھڑت قرار ديا ہے وہ ابو عيسي ترمذي، صاحب "الجامع الصحيح" ہيں .وہ اس حديث كے بارے ميں يوں رقمطراز ہيں:

ابراہيم بن اسماعيل بن يحيي بن سلمة بن كہيل اپنے والد سے ،وہ سلمي كے والد سے اور وہ ابو زعراء سے نقل كرتے ہيں كہ ابن مسعود كہتے ہيں كہ رسول خدا نے ارشاد فرمايا ."ميرے بعد دو صحابہ ؛ابو بكر و عمر كي اقتدا كرنا اور عمار كے طور طريقہ كو اپنانا اور ابن مسعود كے دستور سے تمسك كرنا"

ابن مسعود سے منقول يہ حديث اس سند كيساتھ غريب ہے .ہم اس حديث كو يحيي بن سلمة بن كہيل كي سند كے ساتھ

پہچانتے ہيں اور يحيي بن سلمي نقل حديث ميں ضعيف قرار ديے گئے ہيں.

اور دوسري طرف ابو زعراء كا نام عبد الله بن ہاني ہے اور ابو زعرائي جس سے شعبہ ، ثوري اور ابن عيينہ روايت نقل كرتے ہيں اس كا نام عمرو بن عمرو ہے.وہ ابن مسعود كے رشتہ دار ابي الاحوص كا بھتيجا ہے......[1]

ابو عيسي ترمذي كے حالات زندگي پر سرسري نظر

ابو عيسي محمد بن عيسي ترمذي (م۲۷۹) اہل سنت كي صحاح ستہ ميں سے ايك صحيح كے مصنف ہيں جو محتاج تعارف نہيں ہيں كيونكہ اہل سنت كے ہاں اس كي كتاب كي

[1] سنن ترمذي ٤٢/٥ كتاب مناقب، باب مناقب عبدالله بن مسعود، حديث ٣٨٣١

عظمت و قدر و منزلت روز روشن کي طرح عیاں ہے اور ان کے حالات زندگي پر کتب لکھي جاچکي ہیں.[1]

۳.ابوبکر بزّار کا نظریہ

علماء اہل سنت میں سے ایک اور محقق جو حدیث اقتدا کو باطل قرار دیتے ہیں وہ نامور حافظ ابوبکر احمد بن عبد الخالق بزار (م ۲۹۲ ھ ق) کتاب المسند کے مصنف ہیں .ہم مناوي کے کلام کے ذیل میں اس حدیث کے بطلان پر ان کے نظریہ کو بیان کر چکے ہیں.

[1] وفیات الاعیان: ۲۷۸/٤، تذکرة الحفاظ ٦۳۳/۲ ، سیر اعلام النبلاء ۲۷۰/۳۱ ،تهذیب التهذیب ۳۸۷/۹ ، البدایة و النهایة ٦٦/۱۱ ، الوافي بالوفیات ۲۹٤/٤، طبقات الحفّاظ ۲۷۸

ابوبكر بزار كے اجمالي حالات زندگي

ذهبي، ابو بزار كے بارے ميں يوں كہتے ہيں :حافظ ،علامہ، ابوبكر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بصري كتب المسند (الكبير) اور المعلّل وغيره كے مصنف تھے.[1]

اسي طرح ذهبي نے انہيں ايك اور مقام پر شيخ ، امام، حافظ كبير وغيره جيسے القاب سے نوازا ہے[2].

تاريخي اور رجال كي كتب ميں ابوبكر بزّار كي تعريف و مدح كي گئي ہے.[3]

---

[1] تذكرة الحفاظ ٦٥٣/٢ ، ٦٥٤

[2] سير اعلام النبلاء ٥٥٤/١٣

[3] تاريخ بغداد ٣٣٤/٤، النجوم الزاهره ١٥٧/٣، المنتظم ٥٠/٦، تذكرة الحفاظ ٦٥٣/٢ ،الوافي بالوفيات ٢٦٨/٧، طبقات الحفاظ ٢٨٥، تاريخ اصفهان ١٠٤/١، شذرات الذهب ٢٠٩/٢

٤.ابو جعفر عقيلي كا نظريه

نامور حافظ ، ابو جعفر عقيلي (م ٣٢٢ ھ) نے بھي اپني كتاب الضعفاء ميں اس حديث پر تنقيد كي ہے .وه كہتے ہيں كہ محمد بن عبد الله بن عمر بن قاسم عمري نے مالكؒ سے كہ جن كي احاديث صحيح نہيں ہيں اور وه ناقل حديث كے طور پر مشہور بھي نہيں ہيں وه احمد بن خليل خربي سے اور وه ابراہيم بن محمد حلبي ، وه محمد بن عبدالله بن عمر بن قاسم بن عبدالله بن عبيدالله بن ابراہيم بن عمر بن خطاب سے وه مالكؒ سے اور وه نافع سے نقل كرتے ہيں كہ ابن عمر كہتے ہيں كہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمايا :ميرے بعد دو فرمانرواوں يعني ابو بكر و عمر كي اقتدا كرنا . عقيلي آگے چل كر كہتے ہيں كہ يہ حديث منكر ہے اور

مالك كي روايت ميں اس قسم كي كوئي خبر موجود نہيں ہے [1].

البتہ حافظ ذہبي اور حافظ ابن حجر نے بھي اس حديث پر ابو جعفر عقيلي كے اعتراضات كو ذكر كيا ہے اور آپ كو معلوم ہو جائے گا كہ اس سے استدلال كيا ہے.

اسي طرح عقيلي نے يحيي بن سلمي سے بن كہيل كو "الضعفاء " ميں ذكر كيا ہے اور صحيح ترمذي ميں ابن مسعود سے منقول اس كي روايت كو اسي سند كے ساتھ ذكر كيا ہے اور حديث كي عين عبارت پہلے حصے ميں بيان ہو چكي ہے.

---

[1] الضعفاء الكبير ٤/٩٤ و ٩٥

ابو جعفر عقيلي كي سوانح حيات پر سر سري نظر

تمام سيره نويس اور مورخين نے عقيلي كے سوانح حيات كو ذكر كيا ہے اور انكي تعريف و مدح كي ہے.

ذهبي ان كے بارے ميں كہتے ہيں : مسلمہ بن قاسم ، جناب عقيلي كے بارے ميں كہتے ہيں كہ عقيلي جليل القدر اور شرافت مند تهے اور وه بينظير شخصيت كے مالك تهے ....

اور حافظ ابو الحسن ابن سهل قطّان كہتے ہيں كہ ابو جعفر قابل وثوق ، جليل القدر ، حديث كے عالم اور حفظ حديث ميں سب سے بہتر تهے وه ۳۲۲ هـ ميں فوت ہوئے.[۱]

اہل سنت كي معتبر كتب ميں عقيلي كے مفصل حالات زندگي موجود ہيں.[۱]

[۱] تذكرة الحفاظ ۳/۸۳۳-۸۳٤

٥.ابو بكر نقّاش كا نظريہ

بہت بڑے حافظ حديث ، ابو بكر نقّاش (م ٣٥٤ ھ) نے بهي اس حديث كو معيوب سمجها ہے.حافظ ذهبي، احمد بن محمد بن غالب باهلي كے حالات زندگي پر روشني ڈالنے كے بعد كہتے ہيں كہ ابو بكر نقاش كہتے ہيں كہ اس حديث كي كوئي اہميت اور ارزش نہيں ہے.[٢]

ابو بكر نقّاش كي سوانح حيات پر اجمالي نظر

سيرت اور تاريخ كي كتب ميں ابو بكر نقاش كے حالات زندگي قلمبند كئے گئے ہيں.[١]

[١] رجوع كريں، سير اعلام النبلاءئ ٢٣٦/١٥، الوافي بالوفيات ٢٩١/٤، طبقات الحفاظ ٣٤٦ اور دوسرے ماخذ

[٢] ميزان الاعتدال ٢٨٦/١

ذهبي نے سیر اعلام النبلاء میں انہیں علامہ، مفسر اور شیخ القراء جیسے القاب سے یاد کیا ہے.[1]
البتہ دوسرے علماء نے بھي ان کو بہت اچھے الفاظ سے سراہا ہے[2].

٦.ابن عدي جرجاني کانظریہ

علماء علم رجال میں سے ایك اور محقق جنہوں نے حدیث اقتدا پر اشکال کیا ہے وہ حافظ ابو احمد بن عدي (م٣٦٥ھ) ہیں. وہ اس حدیث کو اپني کتاب "الضعفاء" میں انس بن مالكؓ سے حماد بن دلیل کے حالات زندگي کے ضمن میں لاتے ہیں
.

[1] سیر اعلام النبلاء ٥٧٣/١٥

[2] تذکرة الحفاظ ٩٠٨/٣، تاریخ بغداد ٢٠١/٢، المنتظم ١٤/٧، وفیات الاعیان ٢٩٨/٤ ،الوافي بالوفیات ٣٤٥/٢، مراة الجنان ٢٤٧/٢ و طبقات الحفاظ ٣٧١

سيوطي "الجامع الصغير" ميں اس حديث كو حماد بن دليل سے نقل كرتے ہوئے تصريح كرتے ہيں كہ اس حديث كو حماد بن دليل نے اس كيلئے دو اسناد سے ذكر كيا ہے اور ان دو سندوں كو حماد بن دليل كے علاوہ كسي دوسرے شخص نے ذكر نہيں كيا ہے.[1]

ابن عدي كي سوانح حيات پر سرسري نظر

حافظ ابو احمد بن عدي ، علماء اہل سنت كے جرح و تعديل كے نامي گرامي علماء ميں سے ہيں .سمعاني ،ابن عدي كے حالات زندگي پر روشني ڈالتے ہوئے رقمطراز ہيں كہ وہ اپنے دور كے مايہ ناز حافظ تھے اور علم و دانش

[1] البتہ ہم نے پہلے حصہ ميں ان دو سندوں كا متن ذكر كيا ہے اور ان پر ابن عدي اور دوسرے علماء كي طرف سے كئے گئے اشكالات كو بيان كيا ہے.اسي كتاب كے صفحہ ۴۵،۴۳ كي طرف رجوع كريں.

کے حصول کیلئے اسکندریہ اور سمرقند کي طرف رخت سفر باندھا اور مختلف شہروں میں بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کیا.......

وہ متفقہ طور پر ایسے حافظ تھے کہ جن کي اس زمانے میں کوئي مثال نہیں تھي حمزہ بن یوسف سھمي ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم نے دار قطني سے خواہش کي کہ ضعیف محدّثین کے بارے میں کتاب لکھیں تو انہوں نے کہا : کیا تیرے پاس ابن عدي کي کتاب نہیں ہے ؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے کہا : وہي کافي ہے مزید کسي چیز کي ضرورت نہیں ہے.[1]

---

[1] الانساب ٤١/٢

ابن عدي كي سوانح حيات مختلف كتابوں ميں ذكر ہوئي ہے.[1]

۷.ابو الحسن دار قطني كا نظريہ

حافظ ابو الحسن دار قطني (متوفي ۳۸۵ ھ) نے بھي حديث اقتدا پر تنقيد كي ہے. وہ اس حديث كو عمري سے اپني سند كے ساتھ نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ اس حديث كا منقول ہونا ثابت نہيں ہے اور عمري نقل حديث ميں ضعيف ہے.[2]

ابو الحسن دار قطني كي سوانح حيات پر اجمالي نگاہ

علم رجال اور تاريخي كتابيں دار قطني كي تعريف ميں بھري پڑي ہيں. شمس الدين ذھبي ان كي كچھ اس طرح تعريف

[1] رجوع كريں، تذكرة الحفاظ ۱۶۱/۳، شذرات الذھب ۵۱/۲ مرآة الجنان ۳۸۱/۲ اور دوسرے مآخذ

[2] رجوع كريں، لسان الميزان ۲۴۰/۵

کرتے ہيں کہ : دار قطني ، ابو الحسن عليؒ بن عمر بن احمد بغدادي ، مشہور حافظ اور بہت ساري کتابوں کے مصنف ہيں.......

حاکم ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہيں کہ دار قطني حفظ فہم و فراست ، زہد و پرہيز گاري کے معاملے ميں اپنے زمانے کي منفرد شخصيت ہيں اور وہ قرّاء اور نحات کے درميان امام تھے اس سے بھي بڑھ کر ان کي مدح سرائي کي گئي ہے. وہ کئي کتابوں کے مصنف ہيں جن کے يہاں ذکر کرنے سے گفتگو طولاني ہو جائے گي.

ذھبي آگے چل کر کہتے ہيں کہ خطيب بغدادي ان کے بارے ميں کہتے ہيں کہ وہ اپنے زمانے کي بينظير شخصيت تھے اور اپنے دور کے امام شمار ہوتے تھے.

قاضي ابو طيب طبري ان کے بارے ميں کچھ اس طرح اظہار خيال کرتے ہيں کہ دار قطني علم حديث ميں

امير المئومنين تھے[1] ابن كثير ان كي يوں مدح و سرائي كرتے ہيں كہ وہ بہت بڑے حافظ اور عرصہ دراز سے لے كر ہمارے زمانے تك علم حديث كے مشہور استاد تھے ... وہ اپنے دور كے بينظير رہنما اور مصنف تھے.

ابن كثير كہتے ہيں كہ ابن جوزي ان كي تعريف كرتے ہوئے رقمطراز ہيں كہ معرفت حديث ، علم قرأ ت، نحو، فقہ اور شعروں كي جمع آوري ان كي عام خصوصيات تھيں اور وہ علوم ميں پيشوا ، عدالت اور صحيح عقيدہ كے بھي مالك تھے [2].

[1] العبر ٢/١٦٧

[2] البدايہ والنہايہ ١١/٣٦٢

ان كے حالات زندگي اہل سنت كي معتبر كتابوں ميں پائے جاتے ہيں.[1]

۸.ابن حزم اندلسي كا نظريہ

ايك اور بہت بڑے عالم كہ جنہوں نے اس حديث كو صراحت كے ساتھ باطل قرار ديتے ہوئے كہا ہے كہ اس كے حكم سے استدلال نہيں كيا جا سكتا ہے.وہ حافظ ابن حزم اندلسي (متوفي ٤٧٥ ھ) ہيں.وہ حديث اقتدا كے بارے ميں كچھ اس طرح اظہار نظر كرتے ہيں.رسول خدا كي روايت كہ "ميرے بعد ان دو كي اقتدا كرنا"، يہ حديث صحيح نہيں ہے چونكہ اس كے سلسلہ سند ميں ربعي كے غلام

[1] رجوع كريں، وفيات الاعيان ٤٥٩/٢، تاريخ بغداد ٣٤/١٢، النجوم الزاهره ١٧٢/٤، طبقات الشافيہ ٤٦٢/٣، طبقات القراء ٥٥٨/١اور دوسرے مآخذ

نامي شخص موجود ہے اور اسي طرح مفضل ضبّي سے بھي منقول ہے كہ اس كي روايت حجت نہيں ہے.

اسي طرح كہتے ہيں كہ احمد بن محمد بن جسور نے احمد بن فضل دينوري سے وہ محمد بن جرير سے اور انہوں نے عبدالرحمن بن اسود طغاوي سے اور وہ محمد بن كثير ملائي سے وہ مفضل ضبي سے اور وہ ضرار بن مرہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن ابي هزيل عنزي سے اور انہوں نے اپني جدہ سے ہمارے لئے روايت نقل كي ہے كہ پيغمبر نے فرمايا كہ " ميرے بعد ان دو افراد ، يعني ابو بكر و عمر كي اقتدا كرنا اور عمار كے طرز عمل كو اپنانا اور ابن مسعود كے دستور و احكام سے تمسك كرنا".

ابن حزم آگے چل كر كہتے ہيں كہ اس حديث كو احمد بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد بن قاسم بن اصبغ سے اور

وه قاسم بن اصبغ سے اور انهوں نے اسماعيل بن اسحق قاضي سے اور وه محمد بن كثير سے اور انهوں نے سفيان ثوري سے اور وه عبدالملك بن عمير سے اور وه ربعي كے غلام سے اور انهوں نے ربعي سے اور انهوں نے حذيفه سے نقل كيا ہے .اسي طرح اس حديث كو حذيفه كے ايك ساتهي سے اور وه قاضي ابو الوليد بن فرضي سے اور وه ابن الدخيل سے اور انهوں نے عقيلي سے اور وه محمد بن اسماعيل سے اور انهوں نے محمد بن فضيل سے اور وه وكيع سے اور انهوں نے سالم مرادي سے اور وه عمرو بن هرم سے اور انهوں نے ربعي بن خراش سے اور ابي عبد الله (جو حذيفه كے ايك ساتهي تهے) سے اور انهوں نے حذيفه سے اس حديث كو اخذ كيا ہے.

وه حديث كي سند كے بارے ميں كهتے ہيں كه اس حديث كي سند كے بارے ميں بعض علماء نے اشكال كئے ہيں.

ابو محمد كہتے ہيں كہ سالم نقل حديث كے معاملہ ميں ضعيف ہے اور بعض علماء نے ربعي كے غلام كو ھلال كے نام سے ياد كيا ہے جو مجہول الحال اور اصلاً اسے كوئي نہيں جانتا ہے.اگر يہ ادّعا صحيح ہو تو اس سے نفع كے بجائے نقصان ہو گا چونكہ وہ (مالكي ،حنفي اور شافعي) نے دوسروں كي نسبت شيخين كو ترك كيا ہے اور ان سے كنارہ كشي اختيار كي ہے

ابن حزم اندلسي مزيد كہتے ہيں كہ ہم نے اس سے پہلے بھي بيان كيا ہے كہ مالك كے پيروكاروں نے ابوبكر كي پانچ مقامات اور عمر كي تيس مقامات پر مخالفت كي ہے البتہ يہ وہ مقام ہيں جن كي صرف "موطّاً " ميں روايت ہوئي ہے.

اور اسي طرح ہم نے يہ كہا ہے كہ ابوبكر وعمر كے درميان باہمي اختلاف تھا اور جن مقامات پر ان كے مابين

عقيدتي اختلاف تها ان كي پيروي كرنا ناممكن ہے اور ان كي خاطر كسي كا عذر قابل قبول نہيں ہے.[1]

ابن حزم اپني كتاب "الفصل" ميں كہتے ہيں كہ:

ابو محمد كہتے ہيں كہ اگر ہم فريب كاري اور ايسے امور -اگر ہمارے دشمن اس پر دسترس حاصل كر ليں تو وه انتہائي خوشي كا اظہار كريں يا اگر ناراحت و مبہوت ہو جائيں- كے ذكر كو بيان كرنا جائز سمجھتے تو يقيني طور پر منقول يہ روايت كہ جس ميں رسول خدا نے ارشاد فرمايا (كہ ميرے بعد ان دو افراد يعني ابو بكر و عمر كي اقتدا كرو) سے استدلال كرتے.

ابو محمد كہتے ہيں كہ ليكن يہ حديث صحيح نہيں ہے اور خدا وند عالم ہميں اس چيز سے جو صحيح نہيں ہے سے استدلال كرنے سے محفوظ ركھے.[1]

---

[1] الاحكام في اصول الاحكام ٨٠٩/٦

ابن حزم اندلسي کي سوانح حيات پر ايک طائرانہ نگاہ

مؤرخين نے ، حافظ ابو محمد علیؒ بن احمد بن حزم اندلسي کو فقيہ ، مورد اعتماد اور ثقہ جانا ہے اور اپني کتب ميں ان کے حالات زندگي لکھتے ہوئے انہيں اچھے الفاظ ميں ياد کيا ہے .اگرچہ ان کي حق گوئي اور بے باکي پر تنقيد بھي کي ہے.

حافظ ابن حجر، ابن حزم کے بارے کہتے ہيں کہ وہ فقيہ ، حافظ ، ظاہري مذہب [2] اور بہت ساري کتابوں کے مصنف تھے .وہ قوي حافظہ کے مالک تھے اور اپنے حافظہ کے بل

---

[1] الفصل في الاهواء والملل والنحل ٢٧/٣

[2] اہل سنت کا ايک فرقہ ہے جو روايات کے ظاہري الفاظ پر عمل کرتا ہے اور ان ميں سے کسي قسم کي توجيہ يا تأويل کا قائل نہيں ہے

ہوتے پر بے باكي كا مظاہرہ بھي كرتے تھے جيسے جرح اور تعديل كے سلسلے ميں بعض رواة كے اسماء كو بيان كرنا؛ اسي وجہ سے ان كے بارے ميں لوگوں ميں بدگماني پيدا ہوگئي.

صاعد بن احمد ربعي ان كے بارے ميں كہتے ہيں كہ اندلس كے تمام علماء ميں سے ابن حزم تمام علوم كے ماہر اور معارف ميں يد طولي ركھتے تھے.

اور اس كے ساتھ ساتھ علم و دانش كو بيان كرنے كي بھي مہارت ركھتے تھے. وہ علم بلاغت كے ماہر اور سيرت و علم انساب سے بھي آشنائي ركھتے تھے.

حميدي ان كي اس طرح تعريف كرتے ہيں كہ وہ حديث كے حافظ تھے اور كتاب و سنت سے احكام كو استنباط كرنے كي صلاحيت ركھتے تھے. وہ بہت سارے علوم كے استاد تھے اور اپنے علم كے مطابق عمل كرتے تھے. زكاوت

، قوي حافظہ ، دينداري اور شرافت نفساني ميں ان كا كوئي ثاني نہيں تھا وہ روايات اور حدثت شناسي ميں مہارت تامہ ركھتے تھے.

اندلسي مؤرخ ، ابو مروان بن حبّان نے بھي ان كي ان الفاظ ميں تعريف كي ہے كہ ابن حزم حديث ،فقہ ، نسب اور ادبيات ميں ماہر تھے علاوہ از ايں گزشتہ علوم پر بھي دسترس ركھتے تھے البتہ ان كے كلام ميں اشتباہات بھي پائے جاتے ہيں اس لئے كہ وہ جرأت سے تمام و علوم و فنون كے ميدان ميں وارد ہو گئے تھے.[1]

ابن حزم كے سوانح حيات اہل سنت كي كتب ميں ذكر ہوئے ہيں.[2]

[1] لسان الميزان ٢٤١/٤، ٢٣٩

[2] ر.ک وفيات الاعيان ١٣/٣، نفح الطيب ٣٦٤/١، العبر في خبر من غبر ٢٣٩/٣

۹.شمس الدين ذهبي كا نظريه

نامور حافظ ، شمس الدين ذهبي (متوفي ۷٤۸ ھ) نے بھي مختلف مقامات ميں اس حديث كے باطل ہونے كا اظہار كيا ہے اور فن حديث اور علماء علم رجال كے ماہرين كے كلام كو بطور ثبوت پيش كيا ہے.ان كي اپني رائے اور جو مطالب دوسرے علماء سے نقل كئے گئے ہيں وہ قابل توجہ ہيں اور وہ كہتے ہيں كہ :

احمد بن صليح نے ذوالنون مصري سے اور وہ مالك سے اور انہوں نے نافع سے اور وہ ابن عمر سے اس حديث كو نقل كرتے ہيں كہ (پيغمبر گرامي نے ارشاد فرمايا) "كہ ميرے بعد ان دونوں كي اقتدا كرنا " يہ حديث صحيح نہيں ہے اور احمد كے نزديك بھي قابل اعتماد نہيں ہے.[1]

[1] ميزان الاعتدال ۲٤۳/۱، ۲٤۲

ذهبي ايك دوسرے مقام پر فرماتے ہيں كہ احمد بن محمد بن غالب باهلي نے (خليل كے غلام) سے اور وه اسماعيل بن ابي اويس ، شيبان اور قرّة بن حبيب سے اور انہوں نے ابن كامل اور ابن سمّاک اور ايك دوسرے گروه سے نقل كرتے ہيں كہ وه بغداد كے بہت بڑے زاہد اور پارسا تھے.

ابن عدي كہتے ہيں كہ ميں نے عبدالله نهاوندي سے سنا ہے كہ وه فرما رہے تھے كہ ميں نے خليل كے غلام سے كہا يہ مطالب جو تم نقل كرتے ہو كيا ہے ؟

اس نے جواب ميں كہا كہ ہم ان كو جعل اور گھڑتے ہيں تاكہ لوگوں كے قلوب ميں نرم گوشہ پيدا كيا جائے !!

ابو داؤد كہتے ہيں كہ مجھے خوف ہے كہ كہيں يہ شخص بغداد كا دجّال (جھوٹے دعوي دار) نہ ہو.

دار قطني اس كے متعلق كہتے ہيں كہ وہ متروک الحديث ہے..............

ذهبي مزيد كہتے ہيں كہ اس كي مصيبت بار روايات ميں ايك روايت يہ ہے كہ وہ كہتا ہے "محمد بن عبدالله عمري نے مالك سے اور وہ نافع سے اور وہ ابن عمر سے ہمارے لئے نقل كرتے ہيں كہ رسول خدا نے فرمايا "ميرے بعد ان دو يعني ابو بكر و عمر كي اقتدا كرنا"

اس روايت كي جھوٹي نسبت مالك كي طرف دي گئي ہے اور ابو بكر نقاش كہتے ہيں كہ اس حديث كي كوئي اہميت نہيں ہے....[1]

ذهبي ايك اور مقام پر كہتے ہيں كہ اس حديث كو محمد بن عبدالله بن عمر بن قاسم بن عبدالله بن عبيدالله بن عاصم بن عمر بن خطاب عدوي عمري نقل كرتے ہيں.

---

[1] ميزان الاعتدال: ۲۸۶/۱، ۲۸۵

عقيلي نے اس كا تذكرہ كيا اور كہا ہے كہ اس كي حديث صحيح نہيں ہے اور نقل حديث ميں قابل شناخت نہيں ہے.

احمد بن خليل نے ابراہيم بن محمد حلبي سے اور وہ محمد بن عبدالله بن عمر بن قاسم سے اور وہ مالك سے اور وہ نافع سے نقل كرتے ہيں كہ ابن عمر مرفوعہ حديث ميں كہتے ہيں كہ پيامبر نے فرمايا كہ "ميرے بعد ان دو (ابوبكر و عمر) كي اقتدا كرنا"

مالك كي روايت ميں اس حديث كے بارے ميں كوئي خبر نہيں ہے بلكہ يہ حديث حذيفہ بن يمان كي سند سے معروف ہے.

دار قطني كہتے ہيں كہ يہ عمري باطل اقوال كو مالك كي سند سے نقل كرتا ہے.

ابن منده ، عمري كے بارے ميں كہتے ہيں كہ اس كے پاس منكر احاديث كا ذخيرہ ہے.[1]

ذهبي ايك اور جگہ پر فرماتے ہيں كہ يحيي بن سلمي بن كهيل نے اپنے باپ سے اور وہ ابي زعراء سے نقل كرتے ہيں كہ ابن مسعود ايك مرفوعہ روايت ميں نقل كرتے ہيں كہ پيغمبر گرامي نے فرمايا كہ:

"ميرے بعد ان دو يعني ابو بكر و عمر كي پيروي كرنا اور عمار كے طرز عمل كو اپنانا اور ابن مسعود كے دستور و احكام سے تمسك كرنا"

ذهبي اس حديث كو نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ اس كي سند قابل اہميت نہيں ہے.[2]

---

[1] ميزان الاعتدال: ٦/ ٢١٨، ٢١٩

[2] تلخيص المستدرك: ٣/ ٧٦، ٧٥

شمس الدين ذہبي كي سوانح حيات پر ايك اجمالي نظر

ذہبي محتاج تعارف نہيں ہے وہ تاريخ اور سيره نويسي ميں علماء متأ خرين ميں شمار ہوتا ہے اور علماء اہل سنت كے نزديك "جرح و تعديل "ميں ان كا نظريہ حجت ہے
ان كے حالات زندگي سے آگاہي كيلئے اہل سنت كے ان مآخذ كي طرف رجوع كيا جائے جن ميں شمس الدين ذہبي كي سوانح حيات موجود ہے.[1]

---

[1] رجوع كريں، الدرر الكامنہ : ٣٣٦/٣، الوافي بالوفيات : ١٦٣/٢، طبقات الشافعيہ : ٢١٦/٥، فوات الوفيات : ٣٧٠/٢ ، البدر الطالع = ١١٠/٢، شذرات الذهب = ١٥٣/٦، النجوم الزاهره = ١٨٢/١٠ و طبقات القراء = ٧١/٢

۱۰.نور الدين هيثمي کا نظريه

علماء اہل سنت کے ایک اور عالم دين جنہوں نے دوٹوک الفاظ میں حديث اقتدا کو باطل جانا ہے وہ حافظ نور الدين علیؒ بن ابي بکر هيثمي (متوفي ۸۰۷ھ) ہیں.

وہ اس حديث کو ابي الدرداء سے کچھ یوں نقل کرتے ہیں کہ ابي الدرداء کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد ان دو یعني ابو بکر و عمر کي اقتدا کرنا چونکہ وہ دونوں خدا وند عالم کي مضبوط رسي ہیں جو اہل زمين کي طرف کھینچي گئي ہے جو بھي ان کے ساتھ تمسک کرے اس نے در حقيقت ایک محکم زنجیر کو پکڑ لیا جو ٹوٹ نہیں سکتي"

طبراني نے اس روايت كو نقل كيا ہے اس كي سند ميں ايسے رواۃ ہيں جن كو ميں نہيں جانتا.[1]

يہ روايت ابن مسعود سے بھي نقل ہوئي ہے كہ جن كا ہم پہلے ذكر كر چكے ہيں.

نور الدين هيثمي كے حالات زندگي پر ايك اجمالي نظر

حافظ نور الدين هيثمي علمائے عامہ كے بہت بڑے حافظ اور ان كے پيشوائوں ميں شمار ہوتے ہيں.

جب حافظ سخاوي ، هيثمي كے حافظ ہونے كي تعريف و توصيف كرتے ہيں تو ان كے بارے ميں لكھتے ہيں كہ وہ

[1] مجمع الزوائد=٤٠/٩، كتاب مناقب=باب فضائل ابو بكر و عمر اور دوسرے خلفاء كے بارے ميں، حديث=١٤٣٥٦

دين ، تقوي ، زهد ، و پارسائي ، شوق علم ، عبادت ، دعا ، اور استاد كي خدمت كرنے ميں عجيب شخصيت كے مالك تھے......

ہمارے استاد اپني كتاب "المعجم "ميں هيثمي كو كچھ ان الفاظ ميں ياد كرتے ہيں كہ وہ بہترين فرد ، مطمئن ، نرم خو ، اور سليم النفس طبيعت كے مالك تھے. وہ بڑي سختي سے برائي سے منع كرتے تھے اور ہمارے استاد اور ا ن كي اولاد كو حديث كے ساتھ لگائو ركھنے كي وجہ سے بہت عزيز ركھتے تھے..........

برہان حلبي ان كے بارے ميں كہتے ہيں كہ ان كا شمار قاہرہ كے نيك لوگوں ميں ہوتا تھا.

تقي فاسي ان كے بارے ميں كچھ اس طرح اظہار خيال كرتے ہيں كہ ان كو بہت ساري كتابوں كے متن اور روايات حفظ تھيں وہ ايك صالح اور مخير شخصيت كے مالك تھے.

تقي فاسي کہتے ہيں کہ وہ عالم ، امام ، حافظ اور زاہد تھے. وہ دين دار ، زهد اور پارسائي جيسے امور حسنہ ميں بے نظير تھے.[1]
ان کے حالات زندگي مختلف کتابوں ميں ذکر ہوئے ہيں.[2]

١١.ابن حجر عسقلاني کا نظريہ

علمائے اہل سنت کے ايک اور مشہور و معروف شخصيت کہ جنہوں نے حديث اقتدا ء پر خط بطلان کھينچا ہے وہ حافظ ابن حجر عسقلاني (متوفي ٨٥٢ ھ) ہيں . انہوں نے

[1] الضوء اللاّمع ٥/٢٠٠-٢٠٢

[2] رجوع کريں، حسن المحاضره ٣٦٢/١، طبقات الحفاظ ٥٤١، البدر الطالع ٤٤/١

حافظ ذهبي كي پيروي كرتے ہوئے مختلف مقامات پر اس حديث كو باطل قرار ديا ہے.

عسقلاني ، احمد بن صليح كے حالات زندگي ميں كچھ اس طرح اظہار خيال كرتے ہيں كہ :

احمد بن صليح نے ذوالنون مصري سے اور وہ مالك سے اور انہوں نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر سے اس حديث كو نقل كيا ہے كہ پيغمبر خدا نے فرمايا كہ "ان دو كي جو ميرے بعد ہيں يعني ابو بكر و عمر كي اقتدا كرنا" يہ حديث صحيح نہيں تھي اور احمد كے نزديك بھي قابل اعتماد نہيں.[1]

عسقلاني ، خليل كے غلام كي سوانح حيات كے بارے ميں ذهبي كا نظريہ نقل كرنے كے بعد ، حاكم سے نقل كرتے ہوئے كہتے ہيں كہ ميں نے ابو بكر بن اسحق سے سنا ہے كہ

[1] لسان الميزان ١/٢٩٤

وہ كہہ رہے تھے : احمد بن محمد بن غالب ان رواۃ ميں سے ہے كہ جس كي كذب بياني پر مجھے شك و شبہ نہيں.

ابو محمد حاكم اس كے بارے ميں كہتے ہيں كہ اس نے بے شمار احاديث نقل كي ہيں ، ليكن نقل حديث ميں اس كا ضعف آشكار و واضح ہے. ابو داؤد اس كے متعلق كہتے ہيں كہ اس كي احاديث ميرے يہاں لائي گئي ہيں كہ ميں نے چار سو حديث كي بڑي دقت كے ساتھ تحقيق كي ہے ان ميں تمام كي اسناد اور متون جھوٹ پر مبني تھا.

حاكم بھي كہتے ہيں كہ بنا بر ايں جو كچھ قاضي احمد بن كامل نے نقل كيا ہے باوجود زہد و تقوي ہونے كے وہ ايك گروہ سے كہ جو قابل اعتماد تھے جھوٹي اور جعلي حديثيں نقل

كرتا ہے. ہم خدا كي پناہ چاہتے ہيں ايسے زہد و پارسائي سے كہ جو انسان كو ايسے مقام پر لے جائے.[1]

عسقلاني نے محمد عمري كے حالات زندگي ميں ذهبي كا يہ نظريہ پيش كيا ہے كہ:

عقيلي حديث اقتدا كو نقل كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ يہ حديث منكر ہے اور اس كي كوئي اساس نہيں.

دار قطني نے بهي اس حديث كو احمد خليل بصري سے اپني سند كے ساتھ نقل كيا ہے اور سلسلہ سند كو بيان كرنے كے بعد كہتے ہيں كہ يہ حديث مسلّم نہيں اور يہ عمري نقل حديث ميں ضعيف ہے.[2]

---

[1] لسان الميزان ۳۷۹/۱

[2] لسان الميزان ۲٤۰/۵

ابن حجر عسقلاني کي سوانح حیات کا مختصر جائزہ

اہل سنت کے نزدیك ابن حجر عسقلاني کو علیٰ الاطلاق حافظ اور شیخ الاسلام جیسے القابات سے تمام دنیا میں یاد کیا جاتا ہے وہ علم تاریخ ، حدیث اور رجال میں صاحب نظر اور تمام علوم میں ان کي کتب کا سہارا لیا جاتا ہے.

حافظ جلال الدین سیوطي ، ابن حجر عسقلاني کي کچھ یوں مدح سرائي کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ وہ امام اور حافظ تھے اور اپنے زمانے کے مفتي اعظم کے منصب پر فائز تھے دنیا بھر سے علم حدیث کے متلاشي کسب فیض کي خاطر ان کے یہاں آتے.ان کے دور میں سوائے ان کے کوئي اور حافظ نہیں تھا.انہوں نے بہت ساري کتابیں جیسے شرح بخاری ،تعلیق التعلیق ، تہذیب التہذیب ، تفریب التہذیب

، لسان الميزان ،الاصابة فى تميزالصحابه ، نكت ابن الصلاح ، رجال الاربعه اوراس کي شرح اور الالقاب وغيره.... لکھي ہيں.[1]

جس مؤرخ نے بھي ابن حجر عسقلاني کي سوانح حيات قلم بند کي ہے اس نے انہيں مندرجہ بالا القابات سے نوازا ہے .اسي وجہ سے اہل سنت کے يہاں ان کا نظريہ انتہائي اہم اور قابل قدر ہے ان کے مزيد حالات زندگي اہل سنت کي معتبر کتب ميں پائے جاتے ہيں.[2]

١٢.شيخ الاسلام ہروي کا نظريہ

شيخ احمد بن يحيي ہروي شافعي (متوفي ٩٠٦ ھ) نے بھي حديث اقتداء کي تحقيق و تنقيد کي ہے.

[1] حسن المحاضرة ٣١٠/١

[2] رجوع کريں، البدر الطالع ٨٧/١ ، الضوء اللامع ٣٦/٢ ، شذرات الذهب ٢٧٠/٨ ، ذيل رفع الأ اصر ٨٩ اور ذيل تذكرة الحفاظ ٣٨٠

وہ اپني رائے کا کچھ اس طرح اظہار کرتے ہيں کہ احمد جرجاني كي من گھڑت احاديث ميں درج ذيل احاديث شامل ہيں.

-جو شخص بھي يہ كہے كہ قرآن مخلوق ہے وہ كافر ہے

-ايمان كم و بيش ہوتا رہتا ہے

-سننا، ديكھنے كے مانند نہيں ہے

-بينگن، ہر درد كي شفا ہے

-حرام مال سے درہم كا چھٹا حصہ واپس كرنا خدا كے نزديك ستر مقبول حج سے بڑھ كر ہے، يہ حديث من گھڑت ہے.

وہ دو افراد جو ميرے بعد ہيں، ابو بكر و عمر كي اقتدا ء كرنا يہ حديث باطل ہے

خدا قيامت كے دن تمام مخلوقات كيلئے عمومي طور پر تجلّي كرے گا ، ليكن ابو بكر كيلئے خصوصي طور پر.

يہ حديث بھي باطل اور موضوع ہے.[1]

شيخ الاسلام هروي كے حالات زندگي پر ايك مختصر نظر

شافعي مذہب كے بہت بڑے فقيہ اور هرات شہر ميں شيخ الاسلام هروي مشہور و معروف تھے .وہ سعدا لدين تفتازاني كے پوتے تھے.

زركلي ان كے بارے ميں يوں بيان كرتے ہيں: احمد بن يحيي بن محمد بن سعدالدين مسعود بن عمر تفتازاني هروي ،وہ شافعي مذہب كے فقيہ اور شيخ الاسلام معروف تھے.ان كي كنيت سيف الدين اور" حفيد سعد " تفتازاني معروف

[1] الدار النضيد ٩٧

ہے.وہ ہرات شہر کے تیس سال تك مفتي اعظم رہے جس وقت شاہ اسماعیل صفوي ہرات شہر میں داخل ہوئے تو وہ دار الامارہ میں شاہ کے استقبال کیلئے موجود تھے، لیکن بعض افراد نے شاہ کے یہاں اس کے تعصّب کي تہمت لگائي ہے اور شاہ اسماعیل نے ان کا اور علماء ہرات کے قتل کا حکم صادر کر دیا جبکہ ان کا کوئي گناہ نہیں تھا چنانچہ انہیں شہید کا لقب دیا گیا. ان کي بہت زیادہ تالیفات ہیں جن میں الدّ ر النضید في مجموعة الحفید معروف ہے اور یہ کتاب شرعي علوم پر مشتمل ہے.[1]

[1] الاعلام ۲۷۰/۱

۱۳.عبدالرؤف مناوي كانظريہ

علامہ عبدالرؤف بن تاج العارفين مناوي مصري (متوفي ۱۰۲۹ھ) نے بھي حديث اقتداء پر تحقيق و تنقيد كي ہے اور حديث اقتداء كي سند حذيفہ كي روايت پر اشكال وارد كيا ہے.انہوں نے ذهبي كے نظريہ سے استناد كرتے ہوئے اس حديث كو ابن مسعود كي روايت كے ذريعے ضعيف قرار ديا ہے.

مناوي حديث اقتداء كو نقل كرنے كے بعد اس كي وضاحت ميں يوں كہتے ہيں كہ:

پيغمبر اكرم نے ان دو كي اطاعت كا حكم ديا ، اس سے ان دو كي مدح و ستائش معلوم ہوتي ہے چونكہ وہ دونوں اطاعت كے سزاوار ہيں تاكہ مختلف اوامر و نواہي ميں ان كي اطاعت كي جائے.شيخين كي يوں تعريف اور مدح كرنا

ان کي حسن سیرت اور باطني پاکیزگي کي طرف اشارہ کرتا ہے اور ساتھ ہي اس بات کا بھي عندیہ ملتا ہے کہ وہ دونوں رسول خدا کے بعد خلیفہ ہیں!! اور دوسري طرف اصحاب اور صدر الاسلام کے مسلمانوں کي ترغیب دلانے کي علت ان کا اخلاق حسنہ اور وہ نیکیاں ہیں جو ان میں کوٹ کوٹ کر بھري ہوئي ہیں.

گویا وہ اسلام سے پہلے بھي پاک زمین کي مانند تھے ، لیکن یہ ایسي سر زمین تھي جس میں اسلام کا بیج نہیں بویا گیا تھا جس کي وجہ سے اس میں خار دار درخت اور جھاڑیاں پیدا ہو گئي تھیں اور اس کے بعد دولت ہدایت کي وجہ سے ان کي یہ حالت بر طرف ہو گئي اور اس میں خوشنما پودے اگ آئے لہذا وہ رسول اکرم کے بعد افضل ترین افراد قرار پائے .اب اگر کوئي شخص ان کي کما

حقہ اطاعت کرتا ہے تو روز قيامت بہترين خلائق ميں شمار ہو گا.

ممکن ہے کوئي يہ سوال کرے : کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمايا تھا کہ ان دو کي اطاعت کرنا تو پھر علیؑ مرتضيٰ نے ان کي بيعت کرنے سے کيوں سرپيچي کي ؟

اس کے جواب ميں ہم يہ کہيں گے کہ انہوں نے خاص عذر کي وجہ سے کچھ عرصہ تکؑ بيعت نہ کي اور پھر انہوں نے بھي بيعت کر لي !! اور علیؑ مرتضيٰ کي طرف سے ان دونوں کے اوامر و نواہي کي اطاعت کرنا اور نماز جمعہ اور عيد ميں شرکت کرنا اوران کي زندگي ميں اور مرنے کے بعد بھي ان کي تعريف کرنا تاريخ ميں ثبت ہے.

ممکن ہے کوئي يہ اشکال کرے: يہ حديث صاحبان اصول اور معتبر کتب کے ساتھ تعارض رکھتي ہيں، چونکہ ان

كا عقيدہ يہ ہے كہ پيغمبر اكرم نے خلافت كيلئے كسي خاص شخص كو منسوب نہيں كيا تھا.

تو ہم جواب ميں كہيں گے كہ : تو ان صاحبان اصول اور كتب كا مقصود يہ ہے كہ پيغمبر اسلام نے صريحاًاور علیؑ الاعلان خلافت كي تصريح نہيں فرمائي تھي ، اس لحاظ سے اس حديث ميں شيخين كي خلافت كا احتمال اور ان كے نظريہ ، مشورے، نماز اور دوسرے موارد ميں ان كي اقتدا كا احتمال موجود ہے.

احمد بن حنبل نے اس حديث كو اپني سند كے " المناقب " والے حصہ ميں بيان كيا اور ترمذي نے بھي اسي باب ميں ذكر كيا ہے اور ابن ماجہ نے بھي اس روايت كو عبد الملك بن عمير جنہوں نے ربعي اور انہوں نے حذيفہ بن يمان سے نقل كيا ہے كو حسن خيال كيا ہے.

ابن حجر اس بارے میں کہتے ہیں: علماء اور ماہرین علم رجال میں اختلاف پایا جاتا ہے چونکہ اس حدیث کي سند میں عبد الملك موجود ہیں.ابو حاتم نے اس کو قابل اشکال جانا ہے.بزار نے بھي ابن حزم کي طرح ہي اظہار خیال کیا ہے کہ سند صحیح نہیں ہے، چونکہ عبدالملك نے ربعي سے کوئي چیز نہیں سني ہے اور اسي طرح ربعي نے بھي حذیفہ سے کوئي کلام نہیں سنا ہے جبکہ حدیث کیلئے شاہد موجود ہے اور مصنف نے اسي پر خوب عمل کیا ہے، یہاں تك کہ اس شاہد کو ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ " میرے بعد ان دو افراد یعني ابو بکر و عمر کي اقتداء کرو اور یاسر کے بیٹے عمار کي پیروي کرو یعني ان کي سیرت اور طور طریقہ پر عمل کرو اور اس کے ارشادات سے استفادہ کرو اس لئے کہ جب بھي دو مختلف امور آئے تو انہوں نے اس میں سے بہتر کا انتخاب کیا ہے"

اور اسي طرح حديث ميں " عبدالله بن مسعود كے دستورات واحكام سے تمسك كرنا" جو عنقريب آئے گا.

توربشتي اس سلسلہ ميں كہتے ہيں كہ ابن مسعود كے دستور واحكام سے جو قريبي ترين چيز سمجھي جاتي ہے وہ امر خلافت ہے كيونكہ وہي سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے اس كي گواہي دي اور اس كے صحيح ہونے كي طرف اشارہ كرتے ہوئے كہا ہے "كيا ہم اپنے درميان ميں سے كسي شخص كو دنياوي امور كيلئے منتخب نہيں كر سكتے ؟" جس طرح ہمارے دين كيلئے بھي ہم ميں سے ايك شخص كو پسند كيا گيا ہے .اس حديث كے آغاز اور اختتام پر اس قسم كے اشارے پائے جاتے ہيں.

اس حديث كو ترمذي نے نقل كيا ہے اور اسے ابن مسعود كے سلسلہ سند سے حسن خيال كيا ہے . انہوں نے حذيفہ

سے روايت کو نقل کيا ہے کہ ہم رسول خدا کي خدمت ميں حاضر تھے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمايا : " مجھے معلوم نہيں کہ ميں کتنے دن اور زندہ رہتا ہوں " اس کے بعد مندرجہ بالا ارشاد فرمايا .اس حديث کو عدي نے کتاب کامل ميں انس کے حوالے سے نقل کيا ہے .حاکم نے بھي حديث اقتداء کو مندرجہ بالا مضمون کے ساتھ ابن مسعود سے نقل کيا ہے

ذھبي اس روايت کي سند کے بارے ميں کہتے ہيں کہ اس حديث کي سند کي کوئي اہميت نہيں ہے.[1]

عبدالرؤوف مناوي کے مختصر حالات زندگي

عبدالرؤوف مناوي بہت بڑے محقق ہيں.ان کي کتاب فيض القدير مفيد اور با ارزش کتب ميں شمار ہوتي ہے.علامہ

[1] فيض القدير شرح جامع الصغير ۲/۷۲-۷۳

محبّي نے مناوي كے حالات زندگي بھي لكھے ہيں اور ان كي تعريف كي ہے اور انہيں بڑا رہنما اور حجت قرار ديتے ہوئے كہا ہے كہ عبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علىؒ بن زين العابدين ملقب بہ زين الدين حدادي، مناوي ، قاہري ، شافعي ... بہت بڑے رہنما، حجت ، قابل اعتماد ،اسوہ اور لوگوں ميں رائج بہت ساري كتب كے مصنف اور اپنے زمانے كے عظيم انسان تھے.

وہ فاضل، امام ،زاہد، عابد ، خدا وند عالم كے حضور مطيع و منكسر اور مخير تھے.

نيك كام كر كے تقرب الھي چاہتے تھے.ذكر و تسبيح كا ورد كرنے والے ، صابر اور صادق تھے. دن رات ميں صرف ايك مرتبہ غذا تناول فرماتے.آخر ميں فرماتے ہيں كہ علوم

کے مختلف ہونے کے باوجود انہوں نے علوم و معارف کو اکٹھا کیا جو ان کے زمانے میں کسي اور نے اکٹھا نہ کیا.[1]

١٤.ابن درویش حوت کا نظریہ

ابن درویش حوت (متوفي ١٠٩٧ھ) بھي حدیث اقتدا کے بارے میں اپني نظر کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

احمد بن حنبل نے حدیث " میرے بعد دو افراد ، یعني ابو بکر و عمر کي اقتداء کرنا" کو نقل کیا ہے البتہ ترمذي نے بھي اس حدیث کو نقل کیا ہے اور حسن جانا ہے ، لیکن ابو حاتم نے اس کو مورد اشکال جانا ہے اور بزار نے بھي.

اسي طرح ابن حزم اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے.

[1] خلاصة الاثر في اعیان قرن الحادي عشر ٢/٤١٢-٤١٦

ترمذي نے ايك اور روايت ميں اس حديث كو نقل كيا ہے اور اس كو حسن جانا ہے .اس نقل ميں آيا ہے "عمار كے طرز عمل كو اپنانا اور ابن مسعود كے دستور و احكام سے تمسك كرنا"

هيثمي اس حديث كے متعلق كہتے ہيں كہ اس كي سند قابل اہميت نہيں ہے.[1]

[1] اسني المطالب ٤٨

تیسرا حصہ

حدیث اقتداء

کے متن اور دلالت پر ایک

اجمالی نگاہ

حديث اقتداء کے متن اور دلالت پر ایک اجمالي نگاہ

اس سے قبل بھي اشارہ کیا جا چکا ہے کہ علماء اہل سنت حديث اقتداء سے خلافت ، امامت ، فقہ ، اصول اور دوسرے اہم مسائل کیلئے استدلال کرتے ہیں.بطور نمونہ ہم چند موارد کو ذکر کرتے ہیں.

قاضي بيضاوي مشہور و معروف کتاب طوالع الانوار في علم الکلام ،ابن حجر مکي صواعق المحرقہ ،ابن تيميہ

منهاج السنه اور حجة الله البالغه كے مصنف ولي الله دهلوي اپني كتاب قرة العينين في تفضيل الشيخين ميں اس حديث سے استدلال كيا ہے اور محدث دهلوي نے اسي حديث كو بخاري اور مسلم كي طرف منسوب كيا ہے اور اسے دو اسناد سے ذكر كيا ہے جيسا كه كتاب عبقات الانوار ميں اس سے منقول ہے كه :

حذيفه نے كها ہے كه رسول خدا نے ارشاد فرمايا كه " ميرے بعد ان دو يعني ابوبكر و عمر كي اقتدا كرنا"

وه كهتے ہيں كه كه اس حديث پر سب كا اتفاق ہے اس حديث كو ترمذي نے ابن مسعود سے اس طرح نقل كيا ہے كه ابن مسعود كهتے ہيں كه رسول خدا نے ارشاد فرمايا" ميرے بعد ان دو يعني ابوبكر و عمر كي اقتداء كرنا ، عمار

کے طور طریقہ کي پیروي اور ابن مسعود کے دستورات سے تمسك کرنا".[1]

محدث دہلوي نے " مورد اتفاق "کي تعبیر کے ساتھ اس حدیث کو بخاري اور مسلم کي طرف نسبت دي ہے اور واضح ہے کہ یہ نسبت جھوٹ پر مبني ہے مگر یہ کہ مورد اتفاق کي تعبیر محدث دہلوي کي اپني کوئي خاص تعبیر ہو یعني یہ دونوں حضرات اس بات پر اتفاق نظر رکھتے ہیں کہ اس حدیث کو نقل نہ کیا جائے!!

شیخ علی ؒ قاري نے بھي اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہي غلطي کي ہے جس کا ارتکاب محدث دہلوي نے کیا ہے وہ شرح الفقہ الاکبر میں لکھتے ہیں: "عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کا یہ مذہب ہے کہ ایك مجتہد کے

[1] قرۃ العینین ۱۹-۲۰ سے ردّ کلمہ "متفق علیہ" حذف کیا گیا ہے تاکہ رسوائي سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکے.

زمانے ميں جب كوئي دوسرا مجتہد اس سے زيادہ علم والا موجود ہو تو وہ اس كي تقليد كر سكتا ہے وہ اپنے اجتہاد كو چھوڑ كر دوسرے كي پيروي كر سكتا ہے. يہ وہي مطلب ہے جس كے بارے ميں صحيح بخاري اور صحيح مسلم ميں ابو حنيفہ سے روايت نقل كي گئي ہے كہ رسول خدا نے ارشاد فرمايا كہ: "ميرے بعد ان دو يعني ابو بكر و عمر كي اقتداء كرنا"

عثمان اور عبد الرحمن نے ظاہر روايت پر عمل كيا ہے. شايد شيخ عليؒ قاري كا منظور نظر صحيح بخاري و صحيح مسلم كے علاوہ كوئي اور كتاب ہو !! ورنہ اس سے قبل بھي بيان كيا جا چكا ہے كہ صحيح بخاري اور مسلم نے اس روايت كو نقل نہيں كيا ہے !!

جي ہاں يہ حديث اقتداء ايسے ہي ہے كہ كتب اصول ميں ذكر كي گئي ہے اور اس سے استدلال بھي كيا گيا ہے

کتاب المختصر میں آیا ہے:

مسئلہ: شیعوں کے عقیدے کے برخلاف، اجماع صرف اہل بیت کي موجودگي سے ہي منعقد نہیں ہوتا ہے اس طرح اکثر علماء کے نظریہ کے مطابق چار ائمہ حتي کي ابوبکر اور عمر کي موجودگي سے بھي منعقد نہیں ہوتا البتہ احمد بن حنبل کا نظریہ اس کے برعکس ہے اور جو لوگ شیخین کي موجودگي میں اجماع کے انعقاد کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا سے روایت نقل ہوئي ہے کہ " میرے بعد تمہیں چاہئے کہ میري سنت اور خلفاء راشدین کي سنت پر عمل پیرا ہوں"

اور دوسري روایت میں آیا ہے کہ میرے بعد ان دو " ابو بکر و عمر کي اقتداء کریں" اس استدلال کے جواب میں کہیں گے کہ یہ روایات مقلد کي پیروي کے ضروري ہونے کو بیان کر رہي ہیں اور یہ دوسري روایات سے تعارض

رکھتي ہيں جيسا کہ مشہور روايت ہے کہ " ميرے اصحاب ستاروں کي مانند ہيں جس کي بھي اقتداء کرو گے ہدايت يافتہ ہو جاؤ گے '

ايك اور روايت ہے کہ " اپنا آدھا دين عائشہ سے حاصل کرو!! "

المختصر کے شارح عضدي اس گفتگو کے ذيل ميں کہتے ہيں کہ شيعوں کے عقيدے کے خلاف ، اجماع صرف اہلبيت کے ساتھ ايسي صورت ميں کہ دوسرے ان کي مخالفت کريں يا عدم موافقت اور مخالفت کريں دونوں صورتوں ميں منعقد نہيں ہوتا. اسي طرح اکثر علماء کے نظريے کے مطابق ائمہ اربعہ کے ساتھ سوائے احمد اور بعض علماء کے نظريہ کے مطابق ابوبکر و عمر کے ساتھ بھي منعقد نہيں ہوتا.

اس نظریہ پر ہماري دلیل یہ ہے کہ جو دلائل اجماع کے اثبات کیلئے قائم کئے گئے ہیں ان سے اجماع ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ ادلہ کا تکرار ہوا ہے لیکن اجماع کا نہیں.

علماء شیعہ اس مقام پر اپني اصل ، عصمت پر بنا رکھتے ہیں علم کلا م میں یہ بحث مفصل بیان ہوئي ہے اور یہاں پر بیان کرنے کي ضرورت نہیں ہے.

دیگر علماء کي دلیل یہ ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میري اور خلفاء راشدین کي سنت کي پیروي کرنا.

اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں احادیث چہار ائمہ کے مقلّدین کي تقلید کي شائستگي پر دلالت کرتي ہیں یا پھر ابو بکر و عمر کي تقلید پر دلالت کرتي ہیں لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ ان کا قول مجتہد کیلئے بھي حجیت رکھتا ہے اس کے علاوہ یہ دونوں احادیث رسول

خدا کے ايك قول سے متصادم بھي ہيں جس مين رسول خدا نے ارشاد فرمايا کہ ميرے اصحاب ستاروں کي مانند ہيں [1].

کتاب الابہاج ميں اس سلسلے ميں يوں ذکر ہوا ہے : بعض علماء کا عقيده ہے کہ صرف ابوبکراو ر عمر کا اجماع حجت رکھتا ہے اس لئے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمايا کہ " ميرے بعد ان دو يعني ابوبکراور عمر کي اقتداء کرنا " اس حديث کو احمد بن حنبل ، ابن ماجہ اور ترمذي نے نقل کيا ہے .ترمذي اس حديث کے بارے ميں کہتے ہيں کہ يہ حديث حسن اور معتبر ہے اور ابن حبان نے بھي اپني صحيح ميں اس حديث کو نقل کيا ہے.امام احمد بن حنبل اور دوسرے علماء نے ان دو روايات کے يوں جوابات دئے ہيں : جن دو روايات سے استدلال کيا گيا ہے وه درج ذيل

---

[1] شرح المختصر في الاصول ٣٦/٢

روایت سے متصادم ہے جس میں پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا " میرے اصحاب ستاروں کي مانند ہیں ان میں سے جس کي بھي اقتداء کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے " اور یہ حدیث ضعیف ہے.

شیخ ابو اسحق نے بھي شرح اللمع میں اس استدلال کا یوں جواب دیا ہے کہ ابن عباس نے پانچ مسائل میں تمام صحابہ کي مخالفت کي ہے کیوں کہ صرف وہي ان کو قبول کرتا تھا اور اس طرح ابن مسعود نے چار مسائل میں تمام صحابہ کي مخالفت مول لي ہے کیونکہ صرف وہي ان چار مسائل کا معتقد تھا لیکن کسي نے بھي خلفاء راشدین کے اجماع کا سہارا لیتے ہوئے ان کي مخالفت نہیں کي ہے.[1]

مسلم الثبوت اور اس کي شرح فواتح الرحموت میں آیا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک شیخین یعني ابو بکر اور عمر کے

[1] الابہاج في شرح المنہاج ۲/٤١٠-٤١١

قول سے اجماع منعقد نہيں ہوتا ہے. احمد بن حنبل اور بعض حنفي علماء كے بر خلاف چاروں خلفاء كے قول سے بھي اجماع منعقد نہيں ہوتا...

اجماع كے قائلين نے اپنے مدعي پر يوں دليل قائم كي ہے كہ احمد بن حنبل كي روايت كے مطابق رسول خدا نے ارشاد فرمايا ہے كہ " ميرے بعد ان دو يعني ابو بكر و عمر كي اقتداء كرنا " پس ان دونوں كي مخالفت حرام ہے اس استدلال كے جواب ميں كہيں گے كہ يہاں پر مخاطب مقلدين ہيں نہ كہ مجتہدين لہذا يہ حديث مجتہدين كيلئے حجت نہيں ہے اور دوسري طرف يہ حديث ان كي پيروي كي شائستگي كو بيان كر رہي ہے پيروي كو ان دو ميں منحصر نہيں كر رہي ہيں بنا بر ايں صيغہ امر كہ اقتداء كريں، يا استحباب پر دلالت كرتا ہے يا پھر اباحت پر دلالت كرتا ہے انہي دو تاويلوں ميں سے كسي ايك كي تاويل كرنا ہو گي كيونكہ

مجتہدین نے ان کي مخالفت کي ہے اور مقلدین نے بھي کبھي کبھي دوسروں کي تقلید کي ہے اور کسي نے بھي ان پر اعتراض نہیں کیا ہے. خلفاء نے اعتراض کیا اور نہ ہي دوسروں نے کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کا قول حجت نہیں ہے پس جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے سبب اس تاویل کے ساتھ وجوب سازگار نہیں ہے اور یہ دور ہو جائے گا.....[۱]

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ فقہي اور اصولي مسائل میں حدیث اقتدا سے اہل سنت کے استدلال تھے اگر ان تمام اقوال کي چھان بین کي جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اکثر علمائے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ شیخین کے ذریعہ اجماع حجت نہیں ہے اب اگر اس عدم حجت کے ساتھ اکثر علمائے اہل سنت کے اس نظریہ کو ضمیمہ کریں کہ رسول خدا نے اپنے بعد کسي کا خلافت کیلئے واضح طور پر نام نہیں لیا

---

[۱] فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۲۳۱/۲

ہے جس طرح المواقف اور اس کي شرح ميں ذکر ہوا ہے کہ رسول خدا کے بعد امام بر حق ابو بکر ہيں تو ان کي امامت اجماع سے ثابت ہو گي اگرچہ بعض علماء نے اس سلسلہ ميں توقف سے کام ليا ہے کہ رسول خدا نے اپنے بعد کسي کو بھي صريحاً اپنا جانشين نہيں بنايا ہے کيونکہ ان کے خيال ميں ابو بکر کي خلافت پر نص موجود ہے اور اسي طرح شيعہ نظريہ کے بر خلاف جو يہ خيال کرتے ہيں کہ حضرت عليؑ کي امامت پر نص موجود ہے واضح نص بھي اور پنہاني نص بھي موجود ہے البتہ علماء اہل سنت کا نظريہ مکتب تشيع اور ابو بکر کي خلافت کو منصوص سمجھنے والوں کے خلاف ہے۔[1]

مناوي اپني شرح ميں اس بارے ميں يہ کہتے ہيں اگر کوئي يہ کہے کہ يہ بات مختلف مصنفين کي لکھي گئي کتب ميں

[1] الشيخ محمد عبده بين الفلاسفہ والکلامين ٢/٦٤٣ ، ٦٤٤

اس بات سے کہ رسول خدا نے اپنے بعد کسي کو خلیفہ نہیں بنایا ہے ، سے متصادم ہے تو ہم جواب میں کہیں گے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم نے واضح و آشکار طور پر کسي کي خلافت کي تصریح نہیں کي ہے اور دوسري طرف یہ حدیث جیسے کہ شیخین کي خلافت پر دلالت کرتي ہے اسي طرح صلاح و مشورہ ، نماز اور دوسرے امور میں بھي ان کي پیروي پر دلالت کرتي ہے.[1]

جو کچھ بیان ہوا ہے اس کي روشني میں معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث سے تمام امور خلافت ، امامت یہاں تک کہ اجتہاد و اجماع میں استدلال کرنے والے سب کے سب فرقہ بکریہ کے پیروکار ہیں.

بنا بر ایں ، اکثر علماء اس حدیث کي دلالت اور مضمون سے صرف نظر کرتے ہیں.......... اور اس حدیث سے وہي

---

[1] فیض القدیر ۷۲/۲

علماء استدلال کرتے ہيں جو ابو بکر اور ان کي امامت کے سلسلہ ميں انتہائي تعصّب سے کام ليتے ہيں..... اور اس حديث کو گھڑنے کي ايک وجہ يہ بھي ہے.

حافظ ابن جوزي اس سلسلہ ميں کہتے ہيں کہ ايسا گروہ جن کا علم سے دور کا بھي واسطہ نہيں ہے وہ تعصّب کي بنا پر دعوي کرتے ہيں کہ وہ سنت کے ساتھ متمسک ہيں اور پھر ابو بکر کي فضيلت پر مشتمل احاديث کو جعل کرتے ہيں........[1]

اب سوال يہ پيدا ہوتا ہے کہ يہ متعصّب گروہ کون ہے ؟

---

[1] الموضوعات ١/٢٢٥

جي ہاں! "یہي گروہ بکریہ ہے" جب بکریہ نے شیعوں کي احادیث کي طرف توجہ کي[1] تو انہوں نے ابوبکر کي شان میں حدیثوں کو جعل کرنا شروع کر دیا تاکہ شیعوں کي احادیث کا جواب دیا جاسکے.

بطور نمونہ انہوں نے اس روایت لوکنت متخذاً خلیلاً ....(اگر میں چاہتا کہ کسي کو دوست بناتا ....) کو حدیث اخاء (وہ حدیث جس میں رسول خدا ﷺ نے امیر المؤمنین ؑ کو اپنا بھائي بنایا ہے) کے مقابلہ میں جعل کیا ہے.

اور اسي طرح حدیث سد الابواب (دروازوں کا بند کرنا) کے مقابلہ میں ابوبکر کي شان میں ایک اور حدیث گھڑ الي ہے کیونکہ مذکورہ حدیث امیر المؤمنین علی ؑ کي

[1] شرح المواقف کا مصنف اور دوسرے محققین لکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات امیر المؤمنین کي امامت کے سلسلہ میں اہلسنت کي ان روایات کا سہارا لیتے ہیں جن میں حضرت علي کي نص جلي یا خفي کي صورت میں برتري بیان کي گئي ہے

فضيلت كو بيان كرتي تهي .ستم تو يہ ہے كہ حديث قرطاس كو اس طرح تحريف كرڈالا :

"ايتونى بدواة و بياض اكتب فيه لابى بكر كتاباً لا يختلف علىٌه اثنان "

ميرے پاس قلم و دوات لے آئو تاكہ ميں ابو بكر كيلئے نوشتہ چھوڑ جاؤں حتي كہ اس سلسلہ ميں دو افراد بهي باہمي جهگڑا نہ كريں گے.اس كے بعد اس من گهڑت حديث كي" ياٴبى الله والمسلمون الا ابا بكر " يعني خداوند عالم اور مسلمان ابو بكر كے علاوہ كسي دوسرے كو قبول نہيں كرتے ، كہ كر تكميل كرتے ہيں.واضح سي بات ہے كہ اس حديث كو رسول خدا كي مشہور و معروف حديث قرطاس كے مقابلے ميں گهڑا گيا ہے اس لئے كہ جس وقت پيغمبر اسلام بيماري كے عالم تهے تو آپ نے ارشاد فرمايا:

ايتونى بدواة و بياض اكتب لكم ما لا تضلّون بعده ابداً.

کاغذ اور قلم لے آئو تاکہ تمہارے لئے ايسي چيز لکھ جاؤں کہ ميرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے حاضرين ميں اختلاف پيدا ہوگيا بعض نے کہاکہ رسول خدا پر بيماري کاغلبہ ہے ہمارے لئے کتاب خدا ہي کافي ہے.

اسي طرح يہ حديث بھي ابو بکر کي شان ميں تراشي گئي ہے کہ پيغمبر اکرم نے ارشاد فرمايا:

اٴ نا راضٍ عنک ،فهل اٴ نت عنّى راضٍ ؟.[1]

ميں تو تجھ سے راضي ہوں کيا تم بھي مجھ سے راضي ہو؟

اور اس قسم کي دوسري روايات بھي ہيں حقيقت ميں حديث اقتداء کي دلالت کس چيز پر ہے؟

ہم اس حديث کي سند سے صرف نظر کرتے ہوئے اس پر بحث کرتے ہيں.

---

[1] شرح نہج البلاغہ ۴۹/۱۱

مناوي کہتے ہيں کہ رسول خدا کي جانب سے ان دو حضرات کي اطاعت کو واجب قرار دينا شيخين کي عظمت اور تعريف کے مترادف ہے اور اس سے ان کي قابليت اور لياقت کا علم ہوتا ہے کہ وہ سزاوار ہيں کہ اوامر اور نواہي ميں ان کي اطاعت کي جائے...[1]

ليکن اس سلسلہ ميں سب سے پہلا سوال جو ذہن ميں خطور کرتا ہے وہ يہ ہے کہ پھر امير المؤمنين عليؑ اور ان کے ساتھيوں نے اس حکم کے باوجود ان دو حضرات کي بيعت کرنے سے روگرداني کيوں کي ؟ چنانچہ مناوي اپنے استدلال کو جاري رکھتے ہوئے کہتے ہيں کہ اگر کوئي شخص يہ اعتراض کرے کہ جب رسول خدا کي جانب سے حکم تھا کہ شيخين کي اطاعت کرنا ہے تو پھر حضرت عليؑ نے اس سے روگرداني کيوں کي ؟تو اس کا جواب يہ

[1] فيض القدير ٧٢/٢

ہے کہ حضرت علیؑ نے عذر کی وجہ سے ان کی بیعت نہ کی تھی اور جب یہ عذر بر طرف ہو گیا تو انہوں نے بھی شیخین کی بیعت کر لی لہذا اوامر اور نواہی میں انہوں نے شیخین کی اطاعت کی ہے......[1]

اس مقام پر مصنف کہتے ہیں کہ اہل سنت نے خلافت پر واضح نص کے ہوتے ہوئے جب اجماع وغیرہ کا سہارا لیا تو بہت بڑی دلدل میں پھنس گئے ہیں اور شدید قسم کے اعتراضات کی زد میں آگئے ہیں کیونکہ اب انہوں نے اپنے علم اصول میں واضح کر دیا ہے کہ جب بھی امت میں سے ایک یا دو افراد کسی مسئلہ میں اختلاف رکھتے ہوں تو اجماع منعقد نہیں ہوتا .غزالی اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ جب بھی امت میں سے ایک فرد یا دو افراد کسی مسئلہ میں اختلاف نظر رکھتے ہوں تو ان کی عدم موجودگی سے

---

[1] فیض القدیر ۷۲/۲

اجماع منعقد نہيں ہو گا اگر وہ مر جائيں تو وہ مسئلہ اجماعي مسئلہ نہيں کہلائے گا.

البتہ بعض دوسرے علماء اس مسئلہ کو اجماعي مسئلہ سمجھتے ہيں ہماري دليل يہ ہے کہ وہ چيز جو حرام کي گئي ہے وہ پوري امت کي مخالفت ہے .....[1]

مسلم الثبوت اور اس کي شرح ميں اس مسئلہ کو يوں بيان کيا گيا ہے

مسئلہ : کہا جاتا ہے کہ اگر اکثريت کے مقابلے ميں اقليت يعني ايک يا دو افراد مخالفت کريں تو اجماع ہو گا ليکن ہمارے نزديک يہ اجماع نہيں ہے اس لئے کہ اجماع کا معيار تمام افراد کي تائيد حاصل کرنا ہے اور مذکورہ صورت ميں تمام افراد شريک نہيں ہيں

[1] المستسفي ۱/۲۰۲

البتہ اس سلسلے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض علماء کے نزدیک اس قسم کا اجماع اصلاً حجت نہیں ہے اور بعض علماء اسے سرے سے اجماع ہي نہیں سمجھتے اور بعض علماء اسے حجت ظني سمجھتے ہیں اجماع نہیں سمجھتے کیونکہ ظاہر یہي ہے کہ اکثریت صحیح فیصلہ کرتي ہے اگرچہ یہ اجماع نہیں ہے اور بعض علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ بعض اوقات حق اقلیت کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ کوئي انوکھي بات نہیں ہے اور وہ علماء جو اکثریت کي رائے کو اجماع کہتے ہیں وہ خلافت ابوبکر کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ اور بزرگ شخصیات جیسے سعد بن عبادہ اور سلمان وغیرہ کي مخالفت کے باوجود ابو بکر کي خلافت صحیح ہے اور انہیں یوں جواب دیا جائے گا کہ ابو بکر کي خلافت پر اجماع حضرت علیؑ کي بیعت کرنے کے بعد منعقد ہوا ہے اور یہ بات حضرت علیؑ

کے سلسلے میں واضح ہے.[1] یعني انہوں نے ابو بکر کي بیعت کي تھي.

بالفرض اگر حضرت علیؓ کي جانب سے بیعت کرنے کے سلسلے میں جو مطالب بیان کئے گئے ہیں ان کو اگر قبول بھي کر لیا جائے تو سعد بن عبادہ کي جانب سے ابو بکر کي بیعت نہ کرنے کا جواب کیا ہو گا؟

واضح رہے کہ مناوي نے اس طرح بیان نہیں کیا ہے لیکن مسلّم الثبوت کے شارح نے اس اشکال کو بیان کیا ہے اور اس کے بعد یوں کہا ہے: سعد بن عبادہ کا ابو بکر کي بیعت کرنا مبہم ہے یقیني نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے بیعت سے سر پیچي کي اور بیعت نہیں کي اور مدینہ کو ترک کیا اور پھر واپس نہیں آئے اور اس کے بعد عمر کي خلافت کے ڈھائي سال بعد شام کے علاقہ حوران میں ان کا انتقال ہو گیا.

---

[1] فواتح الرحموت بشرح مسلّم الثبوت ۲۲۲/۲

"الاستيعاب" اور دوسرے مآخذ میں ذکر ہوا ہے کہ انہوں نے گیارہویں صدي ہجري میں ابو بکر کي خلافت کے دوران وفات پائي اس وجہ سے سعد بن عبادہ کي طرف سے ابو بکر کي بیعت نہ کرنے کا حقیقي جواب یہ ہے کہ سعد بن عبادہ نے ابو بکر کي بیعت سے سر پیچي اپنے اجتہاد کي وجہ سے نہیں کي تھي کیونکہ قبیلہ خزرج کے اکثر افراد یہ کہتے تھے کہ ایک امیر ہمارے قبیلہ سے اور ایک تمہارے قبیلہ سے ہو کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اقتدار ان کے ہاتھ سے نکل جائے اور سعد نے بھي اسي وجہ سے بیعت نہیں کي چونکہ وہ خود امیر اور خلیفہ بننے کے خواب دیکھ رہے تھے لہذا اگر اس کي مخالفت اجتہاد کي وجہ سے نہ ہو تو اس سے ابو بکر کي خلافت پر منعقد ہونے والے اجماع کو کوئي نقصان نہیں پہنچتا.

اس مقام پر اگر كوئي يہ كہے كہ سعد نے مسلمانوں ميں تفرقہ اندازي اور جماعت مسلمين سے علیٰحدگي اختيار كرنے كے بعد انتقال كيا ہے اور بخاري كي روايت كے مطابق رسول خدا نے ارشاد فرمايا ہے كہ :" جو شخص بھي مسلمانوں كي جماعت سے جدا ہو كر انتقال كر جائے تو وہ زمانہ جاہليت كي موت مرا ہے لہذا سعد كے بارے ميں بھي ہم يہ كہيں گے كہ وہ جاہليت كي موت مرے ہيں دوسري طرف يہ بات بھي واضح ہے كہ سعد بن عبادہ جيسے صحابہ كي جانب اس قسم كي نسبت دينا صحيح نہيں ہے

اس كے جواب ميں ہم كہيں گے كہ اگر اجماع كے ساتھ مخالفت اس قسم كي ہو تو جيسے كہ صحيح مسلم ميں آيا ہے سعد بن عبادہ كا شمار ان صحابہ ميں ہوتا ہے كہ جنہوں نے جنگ بدر ميں شركت كي ہے اور بدريوں كے گناہوں كا مؤاخذہ نہيں ہو گا وہ توبہ كرنے والوں كي طرح ہيں اگرچہ وہ گناہ كبيرہ كے

مرتکب ہي کيوں نہ ہوں کيوکہ وہ عظيم منزلت پر فائز ہيں اور خداوند عالم نے انہيں اپني خاص رحمت سے نوازا ہے اسي طرح سعد بن عبادہ کا شمار ان افراد ميں ہوتا ہے کہ جنہوں نے بيعت عقبہ ميں بھي شرکت کي تھي يہ وہ افراد تھے کہ جنہيں رسول خدا نے بہشت اور مغفرت کا وعدہ ديا تھا لہذا سعد بن عبادہ کے بارے ميں سوئے ظن نہيں رکھنا چاہئے اور ان کي عزت و احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے.[1]

اگر ہم سعد بن عبادہ کے واقعہ سے صرف نظر بھي کريں تو صديقہ زہرا کي جانب سے ابو بکر کي بيعت نہ کرنے کا کيا جواب ہے ؟اس لئے کہ وہ بھي نہ صرف پيغمبر اکرم کي صحابيہ تھيں بلکہ اس سے بڑھ کر وہ رسول خدا کے جگر کا ٹکڑا تھيں.

---

[1] فواتح الرحموت بشرح المسلّم الثبوت ٢/٢٢٢-٢٢٤

اگر سعد بن عبادہ جیسے افراد جہالت كي موت سے دور ہوں تو حضرت زہرا کے بارے میں آپ كي نظر كيا ہو گي ؟وہ عظیم المرتبت خاتون کہ جس کے بارے میں پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمايا : "فاطمة بضعة منّي فمن اغضبها فقد اغضبني[1].

فاطمہ زہرا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے انہیں غضبناک کیا گویا اس نے مجھے غضبناک کیا.

رسول اکرم ﷺ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

" فاطمة بضعة منّی،یقبضنی ما یقبضها و یبسطنی ما یبسطها [2]

فاطمہ میري لخت جگر ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور جس نے اسے خوشحال کیا اس نے

[1] الجامع الصغير ٢/٣٦٠، حرف فاء حديث ٥٨٣٣

[2] الجامع الصغير ٢/٣٦٠، حرف فاء حديث ٥٨٣٤

مجھے خوشحال کیا. ایک اور مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا:

فاطمة سيدة نساء اهل الجنة.[1]

فاطمہ خواتین جنت کي سردار ہیں

یہ وہ احادیث ہیں جن کي بنا پر حافظ سهیلي اور دوسرے حفاظ حدیث نے استدلال کیا ہے کہ فاطمہ نہ صرف عام صحابہ سے بلکہ شیخین سے بھي افضل ہیں.[2]

دوسري جانب یہ تاریخ کے مسلّمات میں سے ہے کہ کہ خاتون قیامت جب اس جہاں سے رخصت ہوئیں تو انہوں نے ابوبکر کي بیعت نہیں کي تھي اور نہ ہي حضرت علیؑ نے ان کو بیعت کرنے کیلئے کہا تھا جبکہ آپ جانتے تھے کہ جس نے بھي مسلمانوں کے گروہ سے علیؑ حد کي اختیار کي وہ جاہلیت کي موت مرے گا!!

[1] الجامع الصغیر ٣٦٠/٢، حرف فاء حدیث ٥٨٣٥

[2] فیض القدیر ٥٥٤/٤

مصنف کہتے ہیں محققین اہل سنت نے اس حديث اقتدا کے ذريعے جو مقاصد حاصل کرنا چاہے ان میں انہیں کامیابي نہیں ہوئي پس حقيقت حال کیا ہے؟اس سوال کا جواب ہم عنقريب کتاب کے آخري حصہ میں دینگے.

حديث اقتداء کا دلالت اور معني کے لحاظ سے باطل ہونا

ابھي ہم کچھ موارد ذکر کرتے ہیں کہ جو اس حديث کو دلالت اور معني کے لحاظ سے باطل قرار دیتے ہیں.

۱.ابوبکر و عمر کے درمیان اختلاف نظر

ابوبکر و عمر بہت سارے احکام و افعال میں آپس میں اختلاف نظر رکھتے تھے اگر دو افراد آپس میں اختلاف

رکھتے ہوں (اور مختلف نظریات کے حامل ہوں)تو ان کي پیروي کرنا ناممکن اور محال ہے.

-ابو بکر متعہ کے جواز کے قائل تھے جبکہ عمر نے متعہ کو حرام قرار دیا تھا.

-عمر نے منع کیا تھا کہ غیر عرب کسي عرب سے میراث نہیں پا سکتا سوائے ایک فرد کے کہ جس کي ولادت عربوں کے درمیان ہوئي ہو .تو اب اس صورت حال میں انسان ان دو میں سے کس کي پیروي کرے؟

پھر ان حضرات میں سے جب عثمان نے خلافت کي باگ ڈور سنبھالي تو انہوں نے بہت سارے اقوال و افعال اور احکام میں شیخین کي مخالفت کي جبکہ اہل سنت کے عقیدے کے مطابق وہ خلفائے راشدین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں.

دوسري طرف اصحاب كے درميان بہت سارے افراد ايسے تھے كہ جنہوں نے احكام شرعي ،ديني رسومات ميں شيخين يا خلفائے ثلاثہ كي مخالفت كي.

واضح سي بات ہے كہ ان كي مخالفت فقہي يا اصولي موارد پر مختلف مقام پر بيان ہوئي ہے.

۲.احكام الٰهي سے عدم واقفيت

مشہور و معروف ہے كہ شيخين بہت سارے اسلامي مسائل ،اصول و فروع ، يہاں تك كہ قرآن مجيد كے بعض الفاظ كے معاني بھي نہيں جانتے تھے لہذا يہ كيسے ممكن ہے كہ پيغمبر اكرم ايسے افراد كي مطلق اقتداء كا حكم ديں ؟

كيا ايسے شخص كے بارے ميں دستور ديا جا سكتا ہے كہ تمام اوامر و نواہي ميں ان كي اقتداء و پيروي كي جائے ؟

٣.جواز عصمت

حديث اقتداء اس متن کے ساتھ ابو بکر و عمر کي عصمت کو بيان کر رہي ہے اور يہ کہ ان سے خطا کا احتمال بھي نہيں ہو سکتا.

واضح اور روشن ہے کہ شيخين کے بارے ميں آج تك کسي مسلمان نے بھي ايسي گفتگو نہيں کي کيونکہ ايسے شخص کي اقتدا کو واجب قرار دينا جو معصوم نہيں ہے حقيقت ميں ايسي چيز کو واجب قرار دينے کے مترادف ہے جو قبيح ہونے سے محفوظ نہيں ہے

٤.سقيفہ اور حديث اقتداء سے عدم استدلال

دوسري طرف اگر حديث اقتداء ، پيغمبر گرامي سے منقول ہوتي تو يقيني طور پر ابو بکر سقيفہ کے دن اس سے استدلال کرتے ليکن کسي بھي حديثي ، تاريخي

كتاب ميں نقل نہيں ہوا كہ ابو بكر نے اس حديث كے ذريعہ لوگوں كيلئے استدلال كيا ہو يعني اگر اس قسم كي حديث كا وجود خارجي ہوتا تو يقينا نقل اور مشہور ہوتي جيسے كہ واقعہ سقيفہ اور وہاں پر پيش آنے والا لڑائي جھگڑا تاريخي كتب ميں منقول ہوا ہے.

اس سے قطع نظر تاريخ ميں كہيں نہيں ملتا كہ ابو بكر نے اس حديث سے استدلال كيا ہو.

۵.سقيفہ ميں بيعت

اس سے بڑھ كر جو كچھ بيان ہو چكا ہے وہ يہ ہے كہ سقيفہ ميں ابو بكر نے ابو عبيدہ اور عمر بن خطاب كي طرف اشارہ اور حاضرين كو مورد خطاب قرار ديا اور كہا " ان دو

ميں سے آپ جن کي چاہيں بيعت کر سکتے ہيں".[1] چنانچہ انہوں نے ايك دوسرے کو خلافت رسول ﷺ سنبھالنے کيلئے کہا اور ايك دوسرے کو تکلفاً يہ کہتے تھے کہ " ہاتھ بڑھائيے ميں تمہاري بيعت کرتا ہوں"[2]

٦. فسخ بيعت

جب ابو بکر کي خليفہ کے عنوان سے بيعت کي گئي تو حاضرين کي طرف رخ کيا اور دو بار کہا " ميري بيعت توڑ ديں چونکہ ميں تم سے بہتر نہيں ہوں"...[3]

[1] رجوع کريں، صحيح بخاري ٢٥٠٦/٦، کتاب محاربين از اہل ردّہ... حديث ٦٤٤٢، مسند احمد ٩٠/١، مسند عمر بن خطاب حديث ٣٩٣، تاريخ طبري ٤٤٦/٢، السيرة الحلبيہ ٣٩٥/٣ اور دوسرے مآخذ

[2] الطبقات الکبري ١٣٥/٣، مسند احمد ٥٨/١، مسند عمر بن خطاب حديث ٢٣٥، السيرة الحلبيہ ٣٩٥/٣

[3] الامامة و السياسة ٢٠/١، الصواعق المحرقہ ١١، الرياض النظرة ٢٥١/١-٢٥٣، کنز العمّال ٢٥٢/٥، حديث ١٤١٠٨

۷. مستحق خلافت كون ؟

جس وقت ابو بكر اس دار دنيا سے كوچ كرنے لگے تو كہا كاش ميں رسول خدا سے پوچھ ليتا كہ خلافت كا حقيقي حقدار كون ہے تاكہ كوئي دوسرا اس پر جھگڑا نہ كرتا اور كاش ميں دريافت كر ليتا كہ كيا انصار كا بھي اس ميں حصہ ہے ؟.[۱]

۸. ناگہاني بيعت

جب خلافت ، عمر تك پہنچي تو انہوں نے خطاب كرتے ہوئے كہا كہ ابو بكر كي بيعت ناگہاني ، اچانك اور بغير

[۱] تاريخ طبري ۶۲۰/۲ ، العقد الفريد ۲۵۰/۲ ، الامامة و السياسة ۲۴/۱ ، مروج الذهب ۳۰۹/۲

کسي غور و فکر کے تھي تاکہ مسلمان شر سے بچ جائیں لہذا اب اگر کوئي بیعت توڑ دے تو اسے قتل کر دیں.[1]

متن حدیث اقتداء کي مزید تحقیق

بیشک تمام دلائل اور استدلال کے بعد آخر متن حدیث اور اس کا معني کیا ہے؟

جو کچھ بیان ہوا ہے اس کي روشني میں ہم حدیث کو جاننے کے بعد (اگر فرض کیا جائے کہ حدیث صادر ہوئي ہے) معاني کے لحاظ سے اس کي کوئي اہمیت نہیں ہے. اس فرض کے ساتھ کہ ہم ان دو امر میں سے کسي ایک کو قبول کریں.

[1] صحیح بخاري ۲۵۰۵/٦، الصواعق المحرقہ ۱۰، تاریخ الخلفاء ٦٧

الف. لفظ حديث ميں تحريف كا واقع ہونا

حديث اقتدا ء ميں دو كلمات " ابابكر و عمر " بجائے اس كے كہ " ابي بكر و عمر " مجرور ہوتے ، منصوب ذكر ہوئے ہيں اگر يہ فرض كر بھي ليا جائے كہ اس حديث ميں تحريف واقع نہيں ہوئي ہے تو دوسرے افراد كي طرح ابو بكر و عمر كو بھي اقتداء كرنے كا حكم ديا جا رہا ہے نہ يہ كہ ان كي پيروي كرنے كو كہا جا رہا ہے.[1]

لہذا اس صورت ميں پيغمبر خدا نے تمام مسلمانوں كو عمومي طور پر اور ابو بكر و عمر كو خصوصي طور پر اقتداء كرنے كا حكم ديا ہے اور روايت ميں "باللذين بعده "جو آيا ہے يعني كتاب و عترت ان كي اقتدا ء كرنے كا مسلمانوں كو عمومي طور پر اور شيخين (ابو بكر و عمر) كو

[1] تلخيص الشافي ٣/٣٥-٣٦

خصوصي طور پر حکم دیا جا رہا ہے اور وہي گران بہا دو چیزیں ہیں جن کے بارے میں پیغمبر اسلام نے حدیث ثقلین میں ہمیں تمسک کا حکم دیا ہے۔[1]

ب۔مخصوص واقعہ میں حدیث کا صادر ہونا

دوسرا یہ کہ حدیث ایک خاص واقعہ کي طرف اشارہ کر رہي ہے ایک روز پیغمبر اکرم جا رہے تھے اور آپ کے پیچھے ابو بکر و عمر آ رہے تھے تو کچھ لوگوں نے آنحضرت سے راستہ کے بارے میں پوچھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو پیچھے آ رہے ہیں یعني ابو

[1] حدیث ثقلین کے بارے میں مزید معلومات کیلئے ہماري کتاب "نفحات الازهار في خلاصة عبقات الانوار في امامة ائمة الاطهار "کي طرف رجوع کریں

بكر و عمر ان كي پيروي كريں اور آپ كا مقصود يہ تھا كہ راستہ چلتے ہوئے ان كي اقتداء كرو.[1]

لہذا حديث ميں اقتداء سے مراد مطلقاً اقتداء نہيں ہے بلكہ حديث ميں ايسے قرائن پائے جاتے ہيں جو خاص مورد پر دلالت كرتے ہيں لہذا راوي نے جان بوجھ كر يا سهواً قرائن كو حذف كيا ہے چنانچہ حديث اقتداء كي ظاہري شكل يوں بن گئي ہے كہ شيخين كي بغير چون و چرا كے اقتداء كي جائے. چنانچہ اس قسم كے واقعات فقہي، تفسيري اور تاريخي كتب ميں پائے جاتے ہيں اور اسي كا ايك نمونہ حديث اقتداء ميں بھي پايا جاتا ہے اور ہم اس بارے ميں تفصيلي گفتگو نہيں كرتے ہيں اور قارئين محترم پر واضح ہو جائے كہ اگر يہ حديث آنحضرت سے نقل ہوئي ہے تو پھر يہ ايك حديث نہيں ہے بلكہ اس قسم كي كئي

[1] تلخيص الشافي ٣/٣٨

احادیث نقل ہوئي ہیں جو رسول اکرم نے خاص مقامات کیلئے بیان کي ہیں جن کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئي ربط نہیں ہے.

حدیث اقتداء کے مختلف متون

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حدیث اقتداء مختلف طریقوں سے نقل ہوئي ہے .بعض طرق و اسناد میں اس طرح ذکر ہوئي ہے

-ان دو کي اقتداء کریں.

-عمار کے طرز عمل کو اپنائیں.

-ابن ام عبد کے دستور و احکام سے تمسک کریں.

-جب بھي ابن ام عبد تمہارے لئے کوئي حدیث بیان کرے تو اس کي تصدیق کرنا

-ابن مسعود جو بھي حدیث کہیں ان کي تصدیق کرنا

لہذا اگر یہ حديث پيغمبر اكرم سے منقول ہوئي ہو تو تين اہم نكات پر مشتمل ہے

۱. شيخين كے ساتھ مخصوص ہے.

۲. عمار بن ياسر كے بارے ميں ہے.

۳. عبد اللہ بن مسعود كے متعلق ہے.

ہماري بحث كا موضوع پہلا مقام ہے كيونكہ ہم نے شيخين (ابو بكر و عمر) كے ساتھ مخصوص روايت كے بارے ميں تفصيل سے بحث كي ہے اور ہماري تحقيق كے مطابق اس روايت سے استدلال كرنا اور اس كے ظاہر كو اً خذ كرنا صحيح نہيں ہے. دوسري طرف يہ بات بھي واضح ہو گئي ہے كہ اس بات كے قوي احتمال ہيں كہ لفظ ميں يا اس كے نقل كرنے ميں تحريف واقع ہوئي ہے اس طرح كہ بعض قرائن كو حذف كر ديا گيا ہے تو پس جو حديث مقيد تھي مطلق ہو گئي ہے حقيقت ميں يہ بھي تحريف كي ايك قسم

ہے بلکہ محققین کے ہاں بد ترین تحریف ہے اب ہم حدیث کے دوسرے دو مقامات کے بارے میں بحث کرتے ہیں اور ہماري بحث طولاني نہ ہو جائے اس لئے صرف مدلول و مفاہیم سے بحث کریں گے اگرچہ ان دو مقامات میں شیخین کے فضائل ذکر ہوئے ہیں اور بعض اوقات علماء اہل سنت نے امیر المؤ منین علیؑ کے مقابلے میں شیخین کي فضیلت کو بیان کرنے کیلئے انہي فضائل کا سہارا لیا ہے اس بنا پر یہ کہیں گے کہ پیغمبر خدا کے اس فرمان (عمار کے طرز عمل کي پیروي کرو) کا معني یہ ہو گا کہ عمار کي سیرت اور طرز عمل کو اپنے لئے نمونہ قرار دو اور ان کے ارشادات سے بہرہ مند ہوں

اب دیکھنا یہ ہے کہ عمار کي سیرت اور طور طریقہ کیا تھا اور ان کے فرمودات اور ارشادات کیا تھے؟

كيا اہل سنت نے عمار كي سيرت اور ان كے فرمودات كو اپنايا ہے اور ان كے ارشادات پر عمل كيا ہے ؟

ان سوالات كے جوابات كو سيرت اور تاريخ كي كتب سے آساني سے حاصل كيا جا سكتا ہے .سيرت اور تاريخ كي كتابيں آپ كے سامنے ہيں اور ان ميں سے بعض اقتباسات كو پيش كرتے ہيں

حضرت عمار نے ابو بكر كي بيعت نہيں كي.[1]

اور جب عمر كي بنائي گئي شوري كے موقع پر عبد الرحمن بن عوف نے لوگوں سے كہا كہ ميري راہنمائي كريں تو حضرت عمار نے اسے يوں كہا كہ اگر تم يہ چاہتے ہو كہ مسلمانوں كے درميان اختلافات پيدا نہ ہوں تو علیؑ ابن ابي طالب كي بيعت كر لو.[2]

[1] المختصر في اخبار البشر ١/١٥٦، تتمة المختصر ١/٢١٥

[2] تاريخ طبري ٣/٢٩٧، الكامل ٣/٧٠، العقد الفريد ٤/٢٥٩

اور اس کے بعد جب عثمان کي بیعت ہو گئي تو حضرت عمار نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا "اے قریش کے گروہ! جس دن سے تم نے خلافت کو اہلبیت پیغمبرؐ سے دور کیا ہے تو میں کبھي بھي اس خلافت سے مطمئن نہیں ہوں کہ خدا وند عالم اس خلافت کو تمہارے درمیان سے اٹھا کر کسي دوسرے اجنبي شخص کے حوالے کر دے گا جس طرح تم نے خلافت کي باگ‌ڈور ان کے اہل سے لیکر دوسروں کے حوالے کر دي ہے.[۱]

حضرت عمار روز اول سے ہي امیر المؤمنین کے ہمراہ رہے ہیں یہاں تك آپ کے ہم رکاب ہو کر جنگ صفین میں بھي شرکت کي ہے اور وہاں پر جام شہادت نوش کیا ہے بے شك عمار یاسر کے بارے میں پیغمبر اکرم نے یہ فرمایا:

[۱] مروج الذهب ۳۵۲/۲

" عمّار تقتله الفئة الباغيه .[1]

دوسرے مقامات پر رسول خدا نے حضرت عمار کے بارے میں فرمایا:

" من عادى[1] عماراً عاداه الله ".[2]

جو بھي عمار کے ساتھ دشمني کرے گا اس کے ساتھ خدا بھي دشمني کرے گا.

---

[1] مسند احمد ۳۵۰/۲، مسند عبداللہ ابن عمر، حديث ۶۵۰۲، تاريخ طبري ۲۷/٤-۲۹، طبقات ابن سعد ۱۹۰/۳-۱۹۲، الخصايص ۲۲۱-۲۳۲، حديث ۱۵۸-۱۶۸، المستدرک ۴۳۵/۳-٤٤۲، کتاب معرفت صحابہ، باب ذکر مناقب عمار ابن ياسر، حديث ۵۶۵۷-۵۶۵۹-۵۶۶۰-۵۶۷۶، عمدۃ القاري ۱۹۲/۲٤، کنز العمال ۳۳۲/۱۱-۳۳۳، کتاب فضائل، باب ذکر صحابہ اور ان کے فضائل، احاديث ۳۳۵٤۳-۳۳۵٤۷-۳۳۵۵۱-۳۳۵۵۲-۳۳۵۵۳-۳۳۵۵۸ اور ۳۳۵۶۰

[2] الاستيعاب ۲۲۹/۳، الاصابة ٤۷٤/٤، کنز العمال ۳۳۲/۱۱، کتاب فضائل، باب ذکر صحابہ واور انکے فضائل حديث ۳۳۵٤۸، انسان العيون ۷۸/۲

ان معروضات کے علاوہ آخر پيغمبر اسلام ﷺ نے کيوں تاکيد فرمائي تھي کہ عمار کے طرز عمل کو اپنائے رکھنا اور لوگ ان کي سيرت پر چليں؟

اس لئے کہ اس سے پہلے رسول خدا ﷺ نے حضرت عمار کو يہ فرمايا تھا:

" يا عمار بن ياسر ! ان راٴيت علياً قد سلک واديا ً وسلک الناس واديا ً غيره فاسلک مع عليٍّ فانه لن يد ليک فی ردی ، ولن يخرجک من هدی .. يا عمار ! انّ طاعة عليٍّ من طاعتی ، و طاعتی من طاعة الله عزّ وجلّ.[1]

اے عمار! اگر تم ديکھو کہ عليٌ ايک سمت جا رہے ہيں اور باقي تمام افراد دوسري سمت تو تمہيں چاہئے کہ عليٌ کي ہمراہي اختيار کرو اس لئے کہ وہ تجھے ہلاکت ميں نہيں

[1] تاريخ بغداد ۱۳/۱۸۸-۱۸۹، کنزالعمال ۱۱/۲۸۲، کتاب فضائل، باب ذکر صحابہ اور ان کے فضائل، هديث ۳۲۹۶۹، فرائد السمطين ۱/۱۷۸، مناقب خوارزمي ۵۷-۱۲۴

ڈالیں گے اور تیري ہدایت کریں گے.... اے عمار !بیشک علی ؑ کي اطاعت میري اطاعت ہے اور میري اطاعت خدا وند عالم کي اطاعت ہے.

اب ہم حدیث اقتداء کے اس جملے کي وضاحت کرتے ہیں کہ جس میں کہا گیا ہے کہ ابن ام عبد کے ساتھ تمسک کرنا یا یہ کہا گیا ہے کہ جب بھي ابن ام عبد تمہارے لئے کوئي حدیث بیان کرے تو اس کي تصدیق کرنا.

اس فرمان کا معني کیا ہے ؟ اگر یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کي حدیث اور اس کے کلام کي تصدیق کرنا ہے تو کیا جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کي تصدیق بھي کي گئي ہے ؟

واضح سي بات ہے کہ کوئي اس قسم کي کلام نہیں کر سکتا اس لئے کہ ہم نے اس کے بر خلاف دیکھا ہے کبھي تو انہیں نقل حدیث سے منع کیا گیا ہے اور کبھي نہ صرف یہ کہ نقل حدیث سے منع کیا گیا ہے بلکہ ان کي تکذیب

بھي گئي ہے اور اس سے بھي بدتر انہیں طمانچے بھي مارے گئے ہیں اس سلسلہ میں اہل سنت کي روایات کي طرف رجوع کیا جائے..[1]

اگر پیغمبر اسلام نے یہ فرمایا ہے کہ ابن ام عبد کے دستور سے تمسک کرنا تو ان کا کیا دستور تھا ؟ لہذا یہ کوئي خاص قسم کا دستور ہو گا کہ جسے کسي خاص مقام پر بیان کیا گیا تھا چنانچہ رواۃ نے اس قسم کا کوئي قول نقل نہیں کیا ہے

حتماً کسي خاص دستور کي طرف اشارہ ہے جو کسي خاص مقام پر صادر ہوا ہے لیکن رواۃ نے اس سلسلہ میں کسي چیز کو بھي نقل نہیں کیا ہے اہل سنت نے ابن مسعود کیلیے ایک اور حدیث کو نقل کیا ہے اور اسے اس کے فضائل میں شمار کرتے ہیں اس حدیث میں آیا ہے کہ:

---

[1] سنن الدارمي ٦١/١ ، طبقات ابن سعد ٢٥٦/٢، تذکرۃ الحفاظ ٧/١، اسد الغابہ ٣٨٦/٣-٣٨٧

رضيت لكم ما رضى به ابن ام عبد .[1]

جو كچھ تمہارے لئے ابن ام عبد پسند كريں ميں بھي وہي پسند كرتا ہوں.

اب يہاں پر رضائت سے كيا مراد ہے ؟ يقيناًيہ حديث كسي خاص مقام كيلئے صادر ہوئي ہے يا كسي خاص بات كيلئے واقع ہوئي ہے جس كو رواة نے نقل نہيں كيا ہے .حاكم نيشاپوري كے مطابق وہ خاص مقام يہ ہے

رسول خدا نے عبداللہ بن مسعود سے فرمايا كہ : " پڑھو ! تو ابن مسعود نے كہا كہ ميں وہ كيسے پڑھوں جو آپ پر نازل ہوا ہے ؟ پيغمبر اكرم نے فرمايا ميں چاہتا ہوں كہ دوسروں سے بھي وہ كلام سنوں راوي كہتا ہے كہ ابن مسعود نے سورہ نساء كي قرأت شروع كي اور جب اس آيہٴ مباركہ "

[1] كتب حديث ميں اس طرح نقل ہوا ہے...رجوع كريں، جامع الصغير ٢٧٣/٢، حرف را، حديث ٤٤٥٨

فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید و جئنا بك علیٰ ھئولاء شھیداء[1] پر پہنچے تو رسول خدا ﷺ نے گریہ شروع کر دیا تو ابن مسعود نے تلاوت قرآن مجید روک دي پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ تلاوت جاري رکھو تو اس کے بعد ابن مسعود نے خدا وند متعال کي حمدو ثنا بیا ن کي تو رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجا اور زبان پر بر حق گواہي کو جاري کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے خدا کو بطور پروردگار اور اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے اور امت کیلئے جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے پسند کیا ہے اس کو بھي پسند کیا ہے اس موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھي اس چیز کو پسند کیا ہے جسے ام عبد نے پسند کیا ہے.

---

[1] سورہ نساء آیہ ٤١

اس حديث كو اگرچہ بخاري اور مسلم نے نقل نہيں كيا ہے ليكن يہ حديث سند كے لحاظ سے صحيح ہے.[1]

آپ نے ديكھا كہ كس طرح فرمان رسول خدا كو تصرف كيا گيا ہے اور سنت نبوي سے اپنے مفاد ميں معني حاصل كيا گيا يہ لوگ خود بھي گمراہ ہيں اور دوسروں كو بھي گمراہ كيا ہے.

ہم ان كي نازيبا حركت كے جواب ميں كہيں گے: بيشك سنت كريمہ ميں تحقيق كي ضرورت ہے اور روايات معتبر كو غير معتبر سے جدا كرنے كي ضرورت ہے بالخصوص ان مسائل ميں جن كا دين اسلام كے ساتھ بنيادي رابطہ ہے اور اصول عقائد اور احكام شرعي انہيں پر مبني ہيں.

[1] المستدرك على الصحيحين ٣٦١/٣ كتاب معرفتہ صحابہ ، باب ذكر مناقب عبداللہ بن مسعود ، حديث ٥٣٩٤

آخر میں ہم بارگاہ احادیت میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اساتذہ اور بزرگوں پر اپني رحمت نازل کرے کہ جن کي بدولت ہم تحقیق اور جستجو کرنے کے قابل ہوئے ہیں بالخصوص صاحب عبقات الانوار کے مرقد منور پر شبنم افشاني کرے اور ہمیں یہ توفیق عنایت فرمائے کہ ہم دین مبین کي بہتر انداز سے تحقیق کر سکیں.

منابع و مآخذ

"الف"

۱. **الابهاج في شرح المنهاج**: عليؒ بن عبد الكافي سبكي، مكتبة الكليات الازہریہ، قاہرہ، مصر، ۱۴۰۱ھ

۲. **الاحکام في اصول الاحکام**: عليؒ بن محمد آمدي، دار الکتاب عربي، بیروت طبع دوم، ۱۴۰۶ھ

۳. **الاستیعاب**: ابن عبد البر، دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۵ھ

۴. **اُسد الغابة**: ابن اثیر، دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان

۵. **أسني المطالب في أحادیث مختلفة المراتب**: ابن درویش الحوت، مکتبة التجاریة الکبري، مصر، طبع اول، ۱۳۵۵ھ

۶. **الاصابة**: ابن حجر عسقلاني، دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۵ھ

۷. **الاعلام**: زرکلي، دار العلم للملایین، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷م

٨. **الامامة و السياسة :** ابو محمد عبدالله بن مسلم بن قتيبه دينوري ، مؤسسه نشر و اشاعت حلبي و شركاء

٩. **الانساب :** سمعاني ، دار الفكر ، بيروت ، لبنان ، طبع اول ، ١٤٠٨ه

١٠. **انسان العيون مشهور به السيرة الحلبيه :** علىً بن برهان الدين حلبي ، مكتبة مصطفي بابي حلبي ، مصر ، طبع اول ، ١٣٨٤ه

"ب"

١١. **البداية و النهاية :** حافظ ابي فداء اسماعيل بن كثير ، دار احياء تراث عربي ، بيروت ، لبنان ، طبع اول ، ١٤٠٨ه

١٢. **البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع** : شوكاني ، دار المعرفه ، بيروت

"ت"

١٣. **تاريخ اصفهان :** ابي نعيم اصفهاني ، طبع ليدن ، ١٩٣٤ه

١٤. **تاريخ الخلفاء :** جلال الدين سيوطي ، از منشورات شريف الدين رضي ، قم ، ايران طبع اول ، ١٤١١ه

١٥. **تاريخ الطبري** : سلمان بن احمد بن ايوب لخمي طبري ، از منشورات كتابفروشي اروميه ، قم ، ايران

١٦. **تاريخ بغداد :** خطيب بغدادي ، دار الكتب علميه، بيروت ، لبنان، طبع اول، ١٤١٧ھ

١٧. **تاريخ دمشق :** حافظ ابي القاسم عليّ بن حسن معروف به ابن عساكر، دارالفكر، بيروت، لبنان، ١٤٢١ھ

١٨. **تتمة المختصر في اخبار البشر:** عمربن وردي، نجف، عراق

١٩. **تذكرة الحفاظ:** ذهبي، داراحياء التراث العربي، بيروت، لبنان

٢٠. **تقريب التهذيب :** ابن حجر عسقلاني ، دار الكتب علميه ، بيروت، لبنان، طبع دوم، ١٤١٥ھ

٢١. **تلخيص الشافي:** شيخ الطائفه محمدبن حسن طوسي ، دارالكتب ، قم

٢٢. **تلخيص المستدرک:** ذهبي، دارالمعرفه ، بيروت، لبنان

٢٣. **تهذيب التهذيب :** ابن حجر عسقلاني ، دار الكتب علميه ، بيروت، لبنان، طبع اول، ١٤١٥ھ

٢٤. **تهذيب الكمال في اسماء الرجال:** جمال الدين ابي الحجاج يوسف مزي، مؤسسه الرساله ، بيروت، لبنان، طبع پنجم، ١٤١٥ھ

"ج"

٢٥. **الجامع الصغير:** جلال الدين سيوطي ، دار الفكر ، طبع اول ، ١٤٠١ه

"ح"

٢٦. **حسن المحاضره :** جلال الدين سيو طي ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع اول، ١٤١٨ه

"خ"

٢٧. **الخصائص :** نسائي ، مجمع احياء الثقافة العلميه ، قم ، ايران ، طبع اول، ١٤١٩ه

٢٨. **خلاصة الأثر في اعيان القرن الحادي عشر:** محمد امين بن فضل الله محبي حنفي ، دار الكتب علميه ، طبع اول، ١٤٢٧ه

"د"

٢٩. **الدر النضيد في مجموعة الحفيد:** شيخ الاسلام احمد بن يحيي هروي ، طبع افغانستان

٣٠. **الدرر الكامنه في اعيان المائة الثامنه :** ابن حجر عسقلاني ، دار احياء التراث

"ر"

۳۱. **روضة الواعظين:** محمد بن قتال نيشاپوري، منشورات رضي، قم

۳۲. **الرياض ا لنضرة:** محب الدين الطبري، دار الكتب علميه، ، بيروت، لبنان

۳۳. **رفع الاصر:** ابن حجر عسقلاني

"س"

۳٤ . **سنن ابن ماجه:** ابن ماجه قزويني ، دار الجيل ، ، بيروت ، لبنان، طبع اول، ۱٤۱۸ھ

۳۵. **سير اعلام النبلاء:** ذهبي، مؤسسه الرساله ، بيروت، لبنان، طبع نهم، ۱٤۱۳ھ

"ش"

۳٦. **شذرات الذهب:** ابن معاد، دار الكتب علميه ، بيروت، لبنان

۳۷. **شرح المختصر في الاصول:** ابن حاجب، طبع اول، ۱۳۱٦ھ، مكتبه اميريه، مصر

۳۸. **شرح ا لمنهاج:** شمس الدين عبد الرحمن اصفهاني، مكتبه رشيد، رياض، سعودي عرب، طبع اول، ۱٤۲۰ھ

٣٩. **شرح المواقف** : سید شریف جرجانی، از منشورات شریف رضي، قم، ایران، طبع اول، ١٤١٢ﻫ
٤٠. **شرح جامع الصغیر (سراج المنیر)**: عزیزي شافعي، دار الفکر، بیروت، لبنان
٤١. **الشیخ محمد عبده بین الفلاسفه والمتکلمین** : شیخ محمد عبده، دار احیاء الکتب العربیه، طبع اول، ١٣٧٧ﻫ

"ص"

٤٢. **صحیح بخاري** : ابو عبدالله محمد بن اسماعیل بخاري جعفي، دار ابن کثیر، دمشق بیروت، یمامه، طبع پنجم، ١٤١٤ﻫ
٤٣. **صحیح ترمذي** : محمد بن عیسي بن سوره ترمذي، دار الفکر، بیروت، لبنان، طبع دوم، ١٤٠٣ﻫ
٤٤. **الصواعق المحرقه** : ابن حجر هیثمي مکي مکتبة القاهره، قاهره، مصر

"ض"

٤٥. **الضعفاء الکبیر** : عقیلي، دار الکتب علمیه، بیروت، لبنان
٤٦. **الضوء اللامع لأهل القرن التاسع** : شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوي، از منشورات دار مکتبة الحیاة، بیروت، لبنان

"ط"

٤٧ . **طبقات الحفاظ** : جلال الدين سيوطي ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع دوم ، ١٤١٤ه

٤٨. **طبقات الشافعيه: اسنوي** ، دار العلوم ، سعودي عرب ، رياض ، ١٤٠١ه

٤٩.**طبقات القراء** : حافظ شمس الدين محمد بن جزري ، قاهره ، مصر ، ١٣٥١ه

٥٠. **الطبقات الكبري**؟: ابن سعد ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع دوم ، ١٤١٨ه

"ع"

٥١. **العبر في خبر من غبر**: شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ذهبي ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان

٥٢.**العقد الفريد**: ابن عبد ربه ، دار الكتاب عربي ، ، بيروت ، لبنان

٥٣.**عمدة القاري** : بدر الدين عيني ، دار الفكر ، بيروت ، لبنان

"ف"

٥٤. **فرائد السمطين:** ابراهيم بن محمد حموئي جويني خراساني، مؤسسه محمودي، ، بيروت، لبنان، طبع اول، ١٣٩٨ھ
٥٥. **فوات الوفيات:** محمد بن شاكر كتبي، دار الكتن علميه، بيروت ، لبنان، طبع اول، ٢٠٠٠م
٥٦ . **فواتح الرحموت في شرح مسلم الثبوت :** نظام الدين انصاري ، مطبوع در حاشيه مستسفي
٥٧. **فيض القدير:** محمد بن عبد الرؤوف مناوي، دار الكتب علميه ، بيروت، لبنان، طبع اول، ١٤١٥ھ

"ق"

٥٨. **قرة العينين في تفضيل الشيخين:** ولي الله دہلوي، نوراني، پشاور ، پاكستان، ١٣١٠ھ

"ک"

٥٩ . **الكاشف :** شمس الدين ابي عبدالله محمد بن احمد ذهبي ، دار الفكر، بيروت، لبنان، طبع اول، ١٤١٨ھ
٦٠. **الكامل في التاريخ :** ابن اثير، دار الفكر ، بيروت ، لبنان، ١٣٩٩

٦١. **كتاب الضعفاء الكبير**: ابن حماد عقيلي ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع دوم ، ١٤١٨

٦٢. **الكمال في اسماء الرجال**: (مخطوط) حافظ عبد الغني مقدسي

٦٣. **كنز العمال**: متقي هندي ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع اول، ١٤١٩

"ل"

٦٤. **لسان الميزان**: ابن حجر ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع اول، ١٤١٦

"م"

٦٥. **مجمع الزوائد و منبع الفوائد**: حافظ نور الدين علىٔ بن ابي بكر هيثمي ، دار الفكر ، بيروت ، لبنان، ١٤١٢ھ

٦٦. **المختصر في اخبار البشر**: عباد الدين اسماعيل بن ابي الفداء ، دار عبد اللطيف ، مصر

٦٧. **مرأ ة الجنان**: يافعي ، دار الكتب الاسلاميه ، قاہره ، مصر ، طبع دوم ، ١٤١٣ھ

٦٨. **مروج الذهب**: مسعودي ، دار المعرفه ، بيروت ، لبنان

٦٩ . **المستدرک :** حاکم نیشا پوري ، دار الکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان، طبع اول، ١٤١١ھ

٧٠ .**المستصفي في علم الاصول :** ابو حامد محمد غزالي ، دار الکتب علمیہ ، بیروت، لبنان، ١٤١٧ھ

٧١. **مسند احمد :** احمد بن حنبل شیباني ، دار الاحیاء التراث العربي ، بیروت ، لبنان، طبع سوم، ١٤١٥ھ

٧٢. **مسند (سنن) الدارمي** :عبد الله بن بہرام دارمي ،الاعتدال ، دمشق ، ١٣٤٩ھ

٧٣. **المعارف** : ابو محمد عبد الله بن مسلم بن قتیبہ ، دار الکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان، طبع اول، ١٤٠٧ھ

٧٤ . **المعجم الأوسط** : سلیمان بن احمد بن ایوب لخمي ، طبراني ، دار الحرمین، ١٤١٥ھ

٧٥. **المغني** : ابو محمد عبد الله بن احمد بن محمدابن قدامہ، دار الکتب العربي، بیروت، لبنان

٧٦.**المغني في الضعفاء :** ذهبي، دارالکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان، طبع اول، ١٤١٨ھ

۷۷.**مقتل الحسين:** ابو مخنف ازدي، قم

۷۸.**المناقب:** ابن مغازلي، دارالاضواء، بيروت ، لبنان، طبع دوم، ۱۲۱٤ھ

۷۹.**المناقب للخوارزمي:** خوارزمي، مؤسسه نشر اسلامي، قم، طبع دوم، ۱٤۱٤ھ

۸۰. **المنتظم:** ابن جوزي ، دار الکتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع اول، ۱٤۱۳ھ

۸۱ . **الموضوعات :** ابن جوزي ، دارا لکتب علميه ، بيروت ، لبنان، طبع اول، ۱٤۱۵ھ

۸۲ . **ميزان الاعتدال في نقد الرجال :** ذهبي ، دار المعرفه و دارا لکتب علميه ، بيروت، لبنان، طبع اول، ۱۳۸۲ھ

"ن"

۸۳ . **النجوم الزاهره في ملوک مصر والقاهره :** يوسف بن تغري اتابکي، دار الکتب علميه، قاهره

۸٤ ، **نفحات الازهار في خلاصة عبقات الانوار :** آ يت الله سيد عليً حسيني ميلاني، قم نشر الحقايق ، طبع دوم، ١٤٢٦ھ

۸۵. **نفح الطيب مع غصن الاندلس الرطيب :** حافظ شيخ احمد بن محمد مقري تلمساني، دار صادر ، بيروت ، لبنان

"و"

۸٦. **الوافي بالوفيات :** صفدي ، بيروت ، شركت متحد پخش ، ١٤٢٠ھ

۸۷ . **وفيات الاعيان :** شمس الدين احمد بن محمد بن خلكان، دار صادر ، بيروت ، لبنان